جب
دنیا
ریزہ ریزہ ہو جائے گی
ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی
www.KitaboSunnat.com
دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

جب
دُنیا
ریزہ ریزہ ہو جائے گی!
ڈاکٹر محمد عبدالرحمن العریفی
ترجمہ
قاری محمد اقبال عبدالعزیز

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa, riyadh@dar-us-salam.com

Website:www.darussalamksa.com

- الریاض۔ العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سویلم فون: 2860422 01
- سندوب الریاض: موبائل: 0505196736-0503459695 • قصیم (بریدہ): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0506640175-0502839948 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- شرع البحر فون / فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • خمیس مشیط فون / فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 — امریکہ • ہوسٹن فون: 7220419 713 001 • نیویارک فون: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 — آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

- 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072 موبائل: 0322-8484569

- غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 موبائل: 0322-4439150
- Y-260 بلاک کمرشل ایریا، فیز III ڈیفنس، لاہور فون: 042-5084895 موبائل: 0321-4212174

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون / فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

کراچی مین طارق روڈ، (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمین مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی

فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937 موبائل: 0321-2441843

مكتبة دار السلام، ١٤٣١ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية اثناء النشر
العريفي ، محمد عبدالرحمن
نهاية العالم. / محمد عبدالرحمن العريفي - الرياض ، ١٤٣١
٦٥٤ :ص مقياس ١٤x٢١ ، سم
ردمك:٢-٠٦٤-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨
(النص باللغة الاوردية)
١ - علامات القيامه ٢ - السمعيات ١. العنوان
ديوي ٢٤٣ ١٤٣١/٩٢٧٤
رقم الإيداع: ١٤٣١/٩٢٧٤
ردمك:٢-٠٦٤-٥٠٠-٦٠٣-٩٧٨

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

مضامین

honesty

honesty

honesty

honesty

عرض ناشر

عملی لحاظ سے کوئی کتنا ہی گیا گزرا مسلمان ہو، وہ بھی اس ایمان و یقین سے مشرف و منور ہے کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے ارشادات حرف بحرف سچے موتیوں کی طرح دائمی آب وتاب رکھتے ہیں اور اٹل حقائق پر مبنی ہیں۔ فی الجملہ آپ ﷺ کا ہر قول اور عمل سچائی کا ایسا مینارۂ نور ہے جسے زمانے اور زندگی کی کوئی گردش کبھی بے نور نہیں کر سکتی۔ لہٰذا ظہورِ قیامت (The Day of Judgement) کے لیے آپ ﷺ جو کچھ فرما گئے ہیں اس پر ہمارا اٹل ایمان ہے۔ یہ دن آ کر رہے گا۔ قرآن کریم کے فرمان اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے بعد اب ہمیں اس بارے میں کسی اور دلیل کی کوئی ضرورت نہیں...... لیکن اتنی بڑی حقیقت سے ایسے روشن خیال مسلمانوں اور غیر مسلموں کو کس طرح روشناس کرایا جائے جو سامنے کی حقیقت کو بھی نقد ونظر کے ترازو میں تولتے ہیں۔ اور ایک واضح بات بھی عقلی دلیل کے بغیر قبول نہیں کرتے؟

ان سے عرض ہے۔ ذرا صحنِ گلستان پر نظر ڈالیے۔ خزاں کے جھونکے آتے ہیں تو سارا باغ کتنا ویران ہو جاتا ہے۔ پودے مرجھا جاتے ہیں، سبزہ و گُل اُجڑ جاتے ہیں، ہرے بھرے پتے زرد رُو ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔ ڈالیاں ننگی ہو جاتی ہیں، فضا سنسان ہو جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے سارے چمن زار پر موت کی پرچھائیاں چھا گئی ہیں۔ ایسے میں وہ کون ہے جو رحمت کی گھٹائیں بھیج کر بہاروں کے قافلے لاتا ہے اور مُردہ باغوں میں زندگی کی رُوح پھونک کر انھیں دوبارہ شاداب کر دیتا ہے؟ ایسی زبردست قدرت والے احکم الحاکمین کے لیے مرے ہوئے انسانوں کو ازسرنو زندہ کر دینا کون سا مشکل کام ہے؟

وہ یقیناً ایسا ہی کرے گا اور قیامت کے دن سب کے سامنے اپنا تختِ جلال بچھا دے گا۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انسان دو مختلف جنسوں میں تقسیم ہے۔ ایک جنس مرد ہے اور دوسری جنس عورت ہے۔ اگر یہ دوئی نہ ہو، عورت اور مرد شادی کے بندھن میں ایک جوڑی نہ بنیں تو انسانی نسل کی بقا کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔ جنگل کے درندے، فضاؤں کے پرندے، پہاڑوں کی بستیاں، میدانوں کی آبادیاں، سمندروں کی مخلوق اور حشرات الارض سب اسی تضاد و توافق، دوئی اور جوڑی کے قانونِ قدرت کے تحت وجود میں آئے ہیں۔ اگر یہاں عورت اور مرد کی دوئی اور یک جائی سے اولاد کا سلسلہ جاری ہے تو اسی کارخانۂ زندگی میں شام و سحر کے الٹ پھیر، اور دن رات کی گردش سے نظامِ عالم قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کوئی چیز اکہری نہیں۔ ہر چیز دوہری ہے۔ ہر گوشے میں دوئی اور جوڑی موجود ہے، یہاں زندگی ہے تو موت بھی ہے۔ اجالا ہے تو تاریکی بھی ہے۔ سیاہی ہے تو سفیدی بھی ہے۔ رات ہے تو دن بھی ہے۔ سردی ہے تو گرمی بھی ہے۔ خزاں ہے تو بہار بھی ہے۔ شمال ہے تو جنوب بھی ہے۔ مشرق ہے تو مغرب بھی ہے۔ بدی ہے تو نیکی بھی ہے۔ ظلمت ہے تو نور بھی ہے، جھوٹ ہے تو سچائی بھی ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ دنیا ہے تو آخرت بھی ہے!

اگر عالمِ آخرت نہ ہو۔ اگر یوم قیامت نہ ہو۔ نیکی کی جزا نہ ہو، بدی کی سزا نہ ہو تو پھر اس فانی دنیا کی زندگی سراسر لغو، کھیل تماشا اور دفترِ بے معنی ہے۔ دنیا کا صحیح مفہوم قیامت کے دن پر ایمان ہی کی بدولت اجاگر ہوتا ہے۔ جو لوگ آخرت کے قائل نہیں، وہ عقل و بصیرت سے خالی ہیں۔ دنیا کی زندگی اتنی بودی اور فانی ہے جیسے چار گھڑی کا کھیل تماشا...... کیا یہ سارا کارخانۂ ہستی صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ چند دنوں تک کھیلو کودو اور پھر سب کچھ ختم ہو جائے؟ اگر اعمال کے نتائج و ثمرات کے لیے آخرت کی زندگی نہ ہو تو

یہاں جو کچھ ہے وہ لہو ولعب سے زیادہ کچھ نہیں، قرآن کریم نے اس بارے میں جابجا بڑے بلیغ اشارے کیے ہیں۔ خاص طور پر سورۃ الانعام کی آیت 26 سے لے کر آیت30 تک جو کچھ فرمایا ہے، وہ اس قدر واضح اور روشن ہے کہ ہماری نگاہِ ظاہر بین سے سارے پردے ہٹا کر قیامت کا نقشہ پوری طرح اُجاگر کر دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

''کافر کہتے ہیں کہ ساری زندگی بس یہی دنیا کی زندگی ہے، ہمیں مر کر پھر نہیں اٹھنا۔ اے انسان! اگر تو ان لوگوں کو اس حالت میں دیکھے جب یہ قیامت کے دن اپنے رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گے تو تُو بڑا تعجب کرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: تم مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار کرتے تھے۔ اب تم مرنے کے بعد پھر جی اٹھے ہو۔ بتلاؤ کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ یہ لوگ کہیں گے: ہاں! پروردگار کی قسم...... اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم دنیا میں اس اخروی زندگی کا انکار کرتے رہے۔ اب اس کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو۔ یقیناً وہ لوگ تباہی و بربادی میں پڑ گئے جنھوں نے مرنے کے بعد اللہ سے ملاقات کو جھٹلایا۔''

قرآن کریم اللہ رب العزت کی وحدانیت، ربوبیت اور رحمت کی صفاتِ عالیہ کے بعد سب سے زیادہ وضاحت سے اللہ تعالیٰ کی شانِ عدالت ہی بیان کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ عدل کے ظہور کا سب سے بڑا دن قیامت کا دن ہوگا۔ اس دن ہر شخص اپنے اعمال نامے کے اندراجات دیکھے گا۔ اپنی کرنی کا پھل پائے گا اور ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝﴾ کا نظارۂ انصاف دیکھ کر دنگ رہ جائے گا۔

محترم قارئین! یہاں تک جو کچھ عرض کیا، اس پس منظر میں مجھے دنیائے عرب کے معروف دانشور، ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی کی یہ کتاب ''نهاية العالم'' بہت پسند آئی۔

ڈاکٹر صاحب بہت بڑے عالم دین ہیں۔ جدید زندگی کے مسائل سے باخبر ہیں۔ آج کے انسان کی الجھنیں اچھی طرح سمجھتے ہیں اور پیچیدہ معاملات کی گرہ کھول کر دینی زندگی کے نقوش اُجاگر کرنے کا سلیقہ خوب جانتے ہیں۔ ان کی یہ کتاب قیامت کی نشانیاں بتا کر انسان کی اصل ذمہ داری یاد دلاتی ہے۔ اسی لیے یہ زیادہ سے زیادہ توجہ اور احترام سے مطالعے کی مستحق ہے۔ جلیل القدر مصنف نے قرآن وسنت کی روشنی میں جس محنت اور باریک بینی سے یہ آگہی بخش کتاب لکھی ہے، اسی محنت اور سلیقے سے ہمارے فاضل رفیق ادارہ قاری محمد اقبال عبدالعزیز نے اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اور دارالسلام کے سینئر ریسرچ سکالر اور معروف مترجم مولانا محمد خالد سیف نے اس پر نظر ثانی کا حق خوب ادا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں۔ ان میں سے کئی نشانیاں اپنے ظہور کے بعد اوراق تاریخ پر اپنے نقوش ثبت کر گئیں۔ کئی نشانیاں سامنے نظر آ رہی ہیں اور کئی مستقبل کے پردے سے جھانک رہی ہیں۔ محترم مصنف نے ظہور دجال، نزولِ مسیح، یاجوج ماجوج کے نمودار ہونے کے علاوہ مشرق ومغرب کے بدکاروں کو زمین میں دھنسا دینے کے واقعات، مغرب سے سورج طلوع ہونے کی علامت اور اُس بھڑکتی ہوئی آگ کا ہوشربا منظر بیان کیا ہے جو قیامت کے دن لوگوں کو ہانک کر حشر کے میدان میں لے جائے گی۔ ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝﴾

اس کتاب کی پروف خوانی ادارے سے منسلک علمائے کرام کی معتمد ٹیم میں سے مفتی عبدالولی خان، قاری عمار فاروق سعیدی، مولانا محمد عمران صارم، مولانا ساجد الرحمٰن اور حافظ محمد ندیم نے کی۔ ڈیزائننگ جناب شہزاد صاحب نے اور ان کی معاونت جناب ہارون الرشید نے کی ہے۔ مدیر دارالسلام لاہور عزیزم حافظ عبدالعظیم اسد کی ہمہ جہت

نگرانی اور مساعیٔ جمیلہ کے نتیجے میں اب یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے۔ اس کتاب میں علاماتِ قیامت اُجاگر کرنے کے لیے نہایت خوبصورت روشن و رنگین تصاویر اور 40 نادر نقشے بھی دیئے گئے ہیں، یہ تصاویر اور نقشے اس کتاب کا خاص امتیاز ہیں۔

پانی، ہوا، سورج کی کرنوں اور چاند کی چاندنی کی طرح ہدایت کی روشنی پانا بھی ہر انسان کا قدرتی حق ہے۔ دارالسلام دنیا کے ہر انسان تک اللہ کی رحمت کا پیغام اور اسوۂ حسنہ کی تجلیاں پہنچانا اپنا اولین فرض سمجھتا ہے۔ اسی غایت کے پیش نظر ہم نے زیرنظر کتاب کا بہت آسان اور دلنشین انگریزی میں ترجمہ بھی شائع کیا ہے۔ جو محترم خواتین و حضرات عربی اور اردو سے بیگانہ ہیں وہ اس کتاب کے انگریزی کے نہایت خوبصورت ایڈیشن سے بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں۔

ہر محترم بھائی اور بہن سے درخواست ہے کہ یہ کتاب خود بھی پڑھیے اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی پابندی سے سنائیے۔ آج ہی سے اپنی قوتِ ارادی کی تربیت کیجیے۔ خواہشات و جذبات کے ہیجان سے بچیے۔ اللہ کے آگے جھک جائیے۔ اور نیکیوں کا توشہ اکٹھا کرنا شروع کر دیجیے۔ اس کا صلہ یہ ملے گا کہ کل آپ قیامت کی ہلچل اور ہجوم میں جدھر سے بھی گزریں گے پروردگار کا دستِ رحمت آپ کے تصور سے بڑھ کر آپ کا خیر مقدم کرے گا۔

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مینجنگ ڈائریکٹر دارالسلام لاہور، ریاض

اکتوبر 2010ء

مقدمہ

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِينَ، أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَأَزْكَى التَّسْلِيمِ۔ أَمَّا بَعْدُ:

عصر حاضر میں رطب و یابس سب خلط ملط ہو کر رہ گیا ہے اور نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ بک سٹورز پر دستیاب کتب میں اور انٹرنیٹ پر محض وہم و گمان اور اندازے سے مستقبل کے ان واقعات کو بیان کیا جاتا ہے، جن کی بنیاد ان آیات و احادیث پر ہے، جن میں مستقبل کے ان واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو علاماتِ قیامت سے متعلق ہیں۔

جیسے جیسے اسلام اور ملت اسلامیہ کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے، لوگوں نے ان ناموافق حالات سے نکلنے کی راہ تلاش کرنی شروع کر دی ہے۔ کبھی آپ ظہورِ مہدی کی خبر سنتے ہیں تو کبھی یہود و نصاریٰ کے خلاف اہلِ اسلام کے اس عظیم معرکے کی جس کی اطلاع احادیث میں دی گئی ہے اور کبھی یہ خبر کہ مشرق یا مغرب میں کچھ لوگ زمین میں زندہ دھنس گئے ہیں، وغیرہ۔

کچھ عرصہ قبل ایک افریقی ملک میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہے اور

آسمان سے نازل ہوا ہے۔

میں نے ان حالات میں ضروری خیال کیا کہ علاماتِ قیامت کی درست تعبیر وتشریح کردی جائے اور لوگوں کو ان کے صحیح معنی ومفہوم سے آگاہ کردیا جائے، زیرِ نظر کتاب اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے پیش کی جارہی ہے۔

میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جنھوں نے اس کتاب کو پریس میں جانے سے قبل گہری توجہ سے پڑھا اور اپنے قیمتی ملاحظات اور آراء سے نوازا۔ ان حضرات علماء کرام میں سرِ فہرست ڈاکٹر سلمان بن فہد العودہ، شیخ ڈاکٹر عبدالعزیز آل عبداللطیف، محدثِ عصر شیخ عبدالعزیز الطریفی حفظہ اللہ اور بعض دوسرے کرم فرما شامل ہیں۔ ان تمام شخصیات کی میرے ساتھ شفقت اور حسن سلوک ناقابل فراموش ہے۔ میں بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو نفع کا باعث بنائے، اسے خالصتاً اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے اور اسے ایک ایسا نفع بخش علم بنادے، جو روزِ قیامت ہمارے حق میں شہادت دے۔ آمین

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی

استاذ عقیدہ ومعاصر ادیان ومذاہب

ملک سعود یونیورسٹی۔ ریاض

رکنِ اعلیٰ کمیٹی برائے اسلامی ذرائع ابلاغ

محرم 1431ھ 2010ء

موبائل: 966505845140

ای میل: Moharifxie@gmail.com

اظہارِ تشکر

میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، جنھوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت میں مدد فرمائی خصوصاً برادرم پروفیسر محمد بن عبدالکریم العمادی، برادرم پروفیسر عبدالرحمٰن بن سلمان الحلافی اور سعودی ٹیلی کام کارپوریشن (STC)، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان سب کو عظیم اجر وثواب عطا فرمائے اور اس کتاب کو ایسا علم نافع بنادے، جو روزِ قیامت ہم سب کے بارے میں شہادت دے۔ آمین!

علاماتِ قیامت کے بارے میں تالیف کا مقصد؟

کسی بھی معاملے کے بارے میں جب انسان گفتگو کرے اور تحقیق سے کام لے، تو ضروری ہے کہ اس تحقیق اور عمل کے نتیجہ میں کچھ ثمرات وفوائد بھی حاصل ہوں۔

سوال: کیا علامات قیامت کی تحقیق و معرفت کے ہماری عملی زندگی میں واقعی کچھ فوائد ہیں، یا یہ محض معلومات ہی ہیں، جنھیں ایک انسان اپنے علمی ذخیرے میں اضافہ کے لیے جمع کرتا رہتا ہے اور روزمرہ کی عملی زندگی میں ان کی کوئی خاص تاثیر نہیں ہے؟

جواب: امرِ واقع یہ ہے کہ قرآن مجید اور سنتِ مطہرہ میں علاماتِ قیامت کا ذکر موجود ہے اور انسان کی عملی زندگی میں اس کے متعدد فوائد وثمرات ظاہر ہوتے ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

① ایمان بالغیب کی مضبوطی، یہ عقیدہ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ [1]

”وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔“

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] البقرة 3:2.

«أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيُؤْمِنُوا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ»

''مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا آنکہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور مجھ پر اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لے آئیں، جب وہ ایسا کریں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیں گے سوائے ان کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔'' [1]

ایمان بالغیب کے معنی یہ ہیں کہ ہر اس چیز پر کامل ایمان ویقین رکھا جائے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہو اور وہ خبر صحیح طریق سے آپ ﷺ سے منقول ہو، چاہے اس کا مشاہدہ ہم نے کیا ہو یا نہ کیا ہو، ہم اس بات کا یقین رکھیں کہ یہ بات سچ اور حق ہے اور انھی چیزوں میں سے علامات قیامت بھی ہیں، مثلاً: خروجِ دجّال، نزول عیسیٰ ابنِ مریم علیہما السلام، یاجوج وماجوج کا نکلنا، خروجِ دَابّہ (ایک عجیب الخلقت جانور کا نکلنا)، مغرب سے طلوع آفتاب اور اسی طرح کی دیگر علامات جو صحیح دلائل سے ثابت ہیں۔

② علاماتِ قیامت کے بارے میں جاننے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو مسلسل اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر آمادہ کرتا ہے اور روزِ قیامت کے لیے

[1] صحيح مسلم، الإيمان، حديث:21.

اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ ان کے ذکر سے غافل لوگ بیدار اور توبہ پر آمادہ ہوتے ہیں، یہ چیز انھیں دنیا کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی۔ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں علاماتِ قیامت میں سے جب بھی کسی نشانی کا مشاہدہ فرمایا تو آپ نے اپنے اصحاب کو اسی انداز پر تیار کیا۔ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس گھبرائے ہوئے آئے اور فرمایا:

«وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ»

”عربوں کے لیے اس شر اور فتنہ سے تباہی ہے جو بہت قریب آپہنچا ہے۔ آج یاجوج وماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ پڑ گیا ہے۔“ پھر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا۔ [1]

③ علاماتِ قیامت میں متعدد شرعی احکام اور فقہی مسائل بھی بیان ہوئے ہیں، دجال کے زمین میں ٹھہرنے کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینہ کے برابر ہوگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے دجال کے ان طویل ایام کے بارے میں سوال کیا جو وہ زمین پر بسر کرے گا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس طویل دن میں ایک دن کی (پانچ) نمازیں کافی ہوں گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم اوقات کا اندازہ

[1] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، حديث:3346، وصحيح مسلم، الفتن، حديث:2880

کر کے عام دنوں کے دورانیے کے مطابق نمازوں کا وقت متعین کر لینا۔"[1]
ہمیں نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ گرامی قدر سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان جو ایسے ممالک میں رہائش پذیر ہوں، جہاں دن اور رات کئی مہینوں پر محیط ہوتے ہیں، وہ نمازیں کس طرح ادا کریں۔

④ نبی کریم ﷺ نے تمام علاماتِ قیامت کے بارے میں امت کو آگاہ فرما دیا، حالانکہ یہ تمام امور غیبی ہیں، انھیں محض ظن و تخمین سے معلوم نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح یہ امور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی صداقت کی بھی دلیل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝﴾

"وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند کر لے تو اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔"[2]

⑤ علاماتِ قیامت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہم جان لیتے ہیں کہ ان واقعات کا سامنا شرعی طریقے سے کیسے کرنا ہے اور اس طرح معاملے کے خلط ملط ہونے کا امکان نہیں رہتا، مثلاً: ہمیں دجال کے بارے میں تفصیل کے ساتھ خبر دی گئی ہے حتیٰ کہ اس کی آنکھوں، اس کی پیشانی اور ان چیزوں کے بارے میں بھی جو اس کے پاس ہوں گی، آگاہ

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2937. [2] الجن 72:26,27.

علاماتِ قیامت کے بارے میں بنیادی اصول

علاماتِ قیامت کے موضوع پر قدیم وجدید علماء نے بے شمار کتب تصنیف کی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے۔ وقتاً فوقتاً ٹی وی چینلز، ریڈیو اور انٹرنیٹ پر علامات قیامت کے بارے میں بحث وتمحیص ہوتی رہتی ہے مگر اس سلسلے میں وارد نصوص کے سمجھنے میں بعض لوگ خلطِ بحث اور اضطراب میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

میں نے اس تناظر میں یہ ضروری خیال کیا کہ علاماتِ قیامت اور ان کے بارے میں وارد نصوص شرعیہ کے ساتھ تعامل سے متعلق کچھ بنیادی اصولوں کو بیان کر دیا جائے۔

① استدلال کے لیے صرف قرآنی آیات اور صحیح احادیث پر انحصار کیا جائے، اس لیے کہ یہی دو ایسے ذرائع ہیں، جن سے غیبی چیزوں کے بارے میں درست اطلاع مل سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝﴾

”کہہ دیجیے کہ آسمانوں اور زمین والوں میں سے اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا اور وہ (تمھارے معبود تو یہ بھی) نہیں جانتے کہ کب

وہ (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔"[1]

نیز ارشاد ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾

"(وہی) عالم الغیب ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند فرمائے۔"[2]

اللہ تعالیٰ نے دینی مصلحتوں کے پیشِ نظر اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو بھی غیب کی بعض باتوں سے مطلع فرمایا، جن میں سے اَشراطِ (علاماتِ) قیامت بھی ہیں اور غیب کی ان باتوں کا تعلق مستقبل سے ہے۔

اگر علاماتِ قیامت کی پہچان اسرائیلی روایات سے یا خوابوں سے کی جائے یا پھر سیاسی واقعات کو بلا دلیل علاماتِ قیامت میں شمار کیا جائے، تو یہ طرزِ عمل بالکل نامناسب ہے۔

اسی طرح یہ بھی ازحد ضروری ہے کہ جس نص کو آپ بطورِ دلیل پیش کر رہے ہوں، وہ صحیح سند سے ثابت ہو خواہ وہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو یا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی طرف۔

آج کل علامات قیامت کے موضوع کو لوگوں میں جوش و خروش پیدا کرنے، کتابوں کی تجارت کو فروغ دینے اور ان کے قارئین کی تعداد میں اضافہ کرنے کی خاطر، غریب، شاذ اور اوہام واحلام پر مبنی باتیں شامل کرنے کا ایک رواج سا چل نکلا ہے۔ اسی نوعیت کی ایک دلچسپ عبارت جو میں نے پڑھی، یوں ہے: ترکی میں

[1] النمل 27:65. [2] الجن 72:26،27.

استنبول کے ایک کتب خانہ ''دار الکتب الاسلامیہ'' میں تیسری صدی ہجری کے ایک نایاب مخطوطے میں ایک منفرد روایت بیان ہوئی ہے کہ حضرت ابوہریرہ، ابن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات کو بیان کرنے سے ڈرتے تھے مگر جب موت کا وقت آیا تو علم چھپانے کے گناہ سے بچنے کے لیے انھوں نے اسے بیان کیا اور حاضرین سے کہا: میرے پاس آخری زمانے میں ہونے والی جنگوں کے بعض واقعات پر مبنی ایک خبر ہے۔ انھوں نے کہا: ضرور سنایئے اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، چنانچہ انھوں نے اپنی بات اس طرح شروع کی:

1300 ھ کے پانچویں یا چھٹے عشرے میں مصر میں ناصر نامی ایک حکمران ہوگا، عرب اسے بہادر آدمی کے خطاب سے پکاریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ اسے پے در پے جنگوں میں ذلیل و رسوا کرے گا اور کوئی اس کی مدد کو نہیں آئے گا۔ جب اللہ تعالیٰ مصر کی حقیقی مدد کرنا چاہے گا تو اس کے محبوب مہینوں میں اسے فتح نصیب ہو جائے گی۔ مصر والے اور عرب گندمی رنگ کے ایک شخص پر راضی ہو جائیں گے، جس کا نام سادات ہوگا، اس کے باپ کا نام انور ہوگا لیکن وہ غمزدہ شہر میں مسجدِ اقصیٰ کے غاصبوں سے صلح کرلے گا۔

عراق میں ایک جابر حکمران ہوگا، اس کی ایک آنکھ میں تھوڑا سا ضعف ہوگا، اس کا نام صدام ہوگا۔ اور وہ اپنے ٹکرانے والے ہر شخص کو صدمہ پہنچائے گا۔ دنیا اس کے لیے ایک چھوٹی سی کمین گاہ میں جمع کردی جائے گی، وہ اس میں داخل ہو جائے

گا اور اس کے لیے صرف اسلام ہی میں بھلائی ہوگی، اس میں خیر اور شر دونوں ہوں گے اور بربادی ہے ہر اس شخص کے لیے جو امانت دار مہدی سے خیانت کرے گا۔

1420ھ یا 1430ھ میں امانت دار مہدی کا ظہور ہوگا، وہ ساری دنیا سے جنگ کرے گا۔ اس کے مقابلے میں گمراہ، غضبِ الٰہی کے شکار اور منافقین جبل مجدون کے قریب اِسراو معراج کی سرزمین میں جمع ہو جائیں گے اور دناءت اور مکر کی ملکہ زانیہ نکلے گی، جس کا نام امریکا ہوگا، وہ دنیا کو اس زمانے میں گمراہی اور کفر کی طرف راغب کرے گی اور یہود اس دن بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے، وہ پورے بیت المقدس اور مقدس شہر کے مالک ہوں گے، ان کا قبضہ سوائے سخت برفانی علاقوں اور سخت گرمی والے علاقوں کے ایسے تمام شہروں پر بھی ہوگا، جو بحری یا ہوائی راستوں پر آتے ہیں۔ مہدی دیکھے گا کہ پوری دنیا برے مکر کے ساتھ اس کے خلاف ہے۔ اس کو یقین ہوگا کہ اللہ کی تدبیر سب سے سخت ہے۔ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے، اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اور اسی کی طرف سب کا ٹھکانا ہے۔ پوری دنیا اس کے لیے ایک درخت کی طرح ہے اور وہ اس کی جڑوں اور شاخوں کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر بدترین پتھر برسائے گا، ان پر زمین، سمندر اور آسمان کو جلا دے گا، آسمان ان پر بدترین بارش برسائے گا اور تمام اہلِ زمین کفار پر لعنت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ہر نوع کے کفر کے زوال کا حکم دے گا۔[1]

[1] كشف المكنون في الرد على كتاب هرمجدون: 58، نیز دیکھیے: المهدي وفقه أشراط الساعة: 636.

نوٹ: اس باب میں ثقہ علماء کی طرف رجوع کیا جائے۔

جس شخص کے دل میں علامتِ قیامت کے بارے میں کوئی خیال پیدا ہو، اس کے لیے واجب ہے کہ وہ اس کے اظہار سے قبل اس معاملے کو اہلِ علم کی خدمت میں پیش کرے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[1]

''اگر تمھیں معلوم نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھ لیا کرو۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾[2]

''اگر یہ لوگ اسے رسول (اللہ ﷺ) کے اور اپنے میں سے بات کی تہ کو پہنچنے والے لوگوں کے حوالے کر دیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے سوا تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔''

امت کے سلف صالح کا یہی طریقہ تھا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحابی رسول حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میں کوفہ میں تھا تو اچانک بتلایا گیا کہ دجال ظاہر ہو گیا ہے، ہم

---

[1] الأنبيآء 7:21. [2] النسآء 83:4.

حضرت حذیفہ بن اسید کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے، جب وہ حدیث بیان کر رہے تھے۔ میں نے کہا: دجال تو ظاہر ہو چکا ہے۔ انھوں نے کہا: بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں کسی قبیلے کا ایک سردار بھی آ گیا۔ اس نے بھی کہا: کچھ سنا آپ لوگوں نے! دجال تو ظاہر ہو چکا ہے اور لوگ اسے مار رہے ہیں۔ حذیفہ نے اس سے بھی یہی کہا: بیٹھ جاؤ، وہ بھی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ اعلان کیا گیا: کوئی دجال نہیں نکلا، یہ سب ایک رنگ ساز کا ڈھونگ تھا۔ ہم نے حضرت حذیفہ سے عرض کیا: ابوسریحہ! آپ نے ہمیں اسی لیے بٹھایا ہوگا کہ آپ کے پاس دجال کے بارے میں علم ہے تو پھر ہمیں کچھ بتلائیے۔ انھوں نے فرمایا: ''اگر دجال تمھارے دور میں ظاہر ہوا تو آج کے بچے تو اسے پتھر ماریں گے، دجال تو اس زمانے میں نکلے گا، جب لوگوں میں باہمی حسد اور بغض بہت بڑھ جائے گا۔ ان کی دینی حالت بہت پتلی ہو جائے گی اور آپس میں اختلاف کی کثرت ہوگی، وہ بآسانی پانی کے ہر چشمے پر پہنچ جائے گا اور زمین اس کے لیے اس طرح لپیٹ دی جائے گی جس طرح مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے۔''......الحدیث۔ [1]

لوگوں سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق ہی بات کی جائے

علاماتِ قیامت کے بارے میں گفتگو کرنے والے کئی لوگ عوام الناس یا نومسلموں کے سامنے وہ احادیث اور گفتگو بیان کرنے لگتے ہیں جو ان کی عقلوں سے بالا ہوتی ہے۔

[1] المستدرك للحاكم: 4/529.

اس سلسلے میں مشہور قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ بات جو آپ کے علم میں ہے قابلِ بیان نہیں اور نہ ہی ہر صحیح بات نشر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے کہ عقلیں انھیں سمجھنے سے قاصر ہوتی ہیں یا اس لیے کہ وہ ان چیزوں کے ساتھ مناسب رویہ اختیار نہیں کرتے، یا اس کلام کا کوئی غلط مطلب لے لیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''لوگوں سے وہی بات کہو جسے وہ پہچانتے ہوں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟'' [1]

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ''اے لوگو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟ لوگوں سے وہی بات بیان کرو جسے وہ پہچانتے ہوں اور ایسی چیز چھوڑ دو جسے وہ نہ جانتے ہوں۔'' [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر آپ کسی قوم کے سامنے کوئی ایسی بات پیش کرتے ہیں جو ان کی ذہنی سطح سے بلند ہو تو یہ ان میں سے بعض لوگوں کے لیے فتنہ بن سکتی ہے۔'' [3]

---

[1] صحیح البخاري، العلم، قبل الحدیث: 127. امام شاطبی اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: یعنی علم کی فراہمی لوگوں کے فہم کے ساتھ مشروط کر دی گئی ہے، چنانچہ کبھی ایک مسئلے کا بیان کسی قوم کے لیے مناسب ہوتا ہے اور وہی مسئلہ دوسری قوم کے لیے نامناسب ہوتا ہے۔

[2] صحیح مسلم في مقدمة الصحیح: 76/1.

[3] صحیح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحدیث بکل ما سمع.

علاماتِ قیامت کی نصوص کو پیش آمدہ واقعات پر منطبق کرنے کے قواعد

ماضی قریب اور بعید کے دینی ضعف کے زمانوں میں علاماتِ قیامت کی احادیث کو پیش آنے والے واقعات پر منطبق کرنے کی سعی کی گئی بلکہ بعض اوقات تو بعض واقعات کے متعلق پورے وثوق سے کہا گیا کہ یہ علاماتِ قیامت سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ احادیث کو پیش آمدہ واقعات پر منطبق کرنے کے بارے میں کچھ قواعد وضوابط بیان کردیے جائیں۔

پہلا قاعدہ: ہم سے شریعت کا ہرگز یہ مطالبہ نہیں کہ علاماتِ قیامت کی احادیث کو پیش آنے والے واقعات پر ضرور منطبق کریں چونکہ ہر انسان فطری طور پر اپنے ایام و واقعات کے متعلق تمام حواس کے ذریعے سے پیش آمدہ واقعات کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے، لہٰذا یہ واقعات جس طرح اس انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس طرح کسی دوسرے کو متاثر نہیں کرتے۔ دیگر لوگ ماضی کے واقعات اور حالات کو اپنے حواس اور شعور میں اس طرح محفوظ نہیں رکھ سکتے، جس طرح وہ انسان رکھتا ہے جس کے ساتھ متعلقہ واقعات پیش آئے ہوں، چنانچہ انسان زمانۂ حاضر کے واقعات کو اہم سمجھتا ہے، اسی بنا پر اس کے لیے عصرِ حاضر کے چھوٹے مصائب بھی

ماضی کے ہولناک مصائب سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

يَا زَمَانًا بَكَيْتُ مِنْهُ
فَلَمَّا صِرْتُ فِي غَيْرِهِ بَكَيْتُ عَلَيْهِ

''میں زمانے کے شدائد سے گھبرا کر روتا رہا لیکن جب میں دوسرے زمانے میں داخل ہوا تو میں اسی گزشتہ زمانے کو یاد کر کے رونے لگا۔''

بچشمِ خود مشاہدہ کرنے والا شخص علاماتِ قیامت اور اپنے مشاہدات سے پیشتر کے حالات کو اپنے لیل ونہار پر منطبق کرتا رہتا ہے، اگرچہ تاریخِ انسانی میں گزرے ہوئے واقعات ان سے کہیں زیادہ عظیم اور ہولناک ہوتے ہیں مگر چونکہ ان گزشتہ واقعات کا اس کی موجودہ زندگی پر کوئی زیادہ اثر نہیں ہوتا اور اس لیے بھی کہ یہ شخص جانتا ہی نہیں کہ ماضی میں کس طرح کے واقعات پیش آئے تھے۔

اہلِ علم ومعرفت وتقویٰ کے لیے علاماتِ قیامت اور ان کو حالات و واقعات پر منطبق کرنے کے بارے میں اجتہاد کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''ابن صیاد'' کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنے اجتہاد سے کہا کہ یہ دجال ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اگر اس اجتہاد کے نتیجے میں امتِ مسلمہ کی صفوں میں انتشار و افتراق پیدا ہوتا ہو، یا اس اجتہاد کے خلاف واضح شرعی دلائل موجود ہوں تو انسان کو نہ صرف اس سے منع کیا گیا ہے بلکہ اس کے بارے میں زجر وتوبیخ بھی کی گئی ہے اِلَّا یہ کہ اس

کے پاس کوئی دلیل ہو۔ مثال کے طور پر اگر اس اجتہاد کے نتیجے میں باہمی قتال شروع ہو جائے، فتنہ سر اٹھالے، عزتیں پامال ہونے لگیں یا آپس کا اتحاد زیروزبر ہوجائے، تو ایسا اجتہاد بغیر کسی پختہ شرعی دلیل کے جائز نہیں ہوسکتا۔

علاماتِ قیامت کے بارے میں وارد احادیث کو دیکھنے والے بعض حضرات ماضی وحال کے تمام واقعات و حالات کا جائزہ لینے کے مشتاق ہوتے ہیں اور وہ ایسی احادیث کو جن میں مستقبل کے واقعات کی پیشین گوئی کی گئی ہے، موجودہ حالات وواقعات سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً: جب یہ حدیث ان کی نظر سے گزرتی ہے: «يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ [1] وَلَا دِرْهَمٌ......» ”قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس (عجم کی جانب سے) کوئی غلہ اور نقدی نہ پہنچنے پائے......“ [2]

تو یہ کہتے ہیں: دیکھیے یہ قیامت کی نشانی ہے اور یہ واقع ہو چکی ہے جب 1410ھ بمطابق 1990ء میں امریکہ (عجم) کی طرف سے عراق کا اقتصادی محاصرہ کرلیا گیا تھا۔

اگر چہ اس بات کا قوی احتمال ہے کہ حدیث میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہو مگر

---

[1] قفیز: پیمانوں کی ایک قسم ہے، جسے اہلِ عراق استعمال کیا کرتے تھے، جیسا کہ آج ہم کلوگرام وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ [2] ابونضرہ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ نے فرمایا: قریب ہے کہ اہلِ عراق کے پاس کوئی غلہ درہم نہ پہنچے۔ ہم نے عرض کی کہ یہ پابندی کس طرف سے ہوگی۔ انھوں نے فرمایا: ان کے لیے یہ پابندی عجمیوں کی طرف سے ہوگی۔ پھر انھوں نے فرمایا: قریب ہے کہ اہلِ شام کے پاس کوئی دینار اور کوئی غلہ نہ پہنچے۔ ہم نے عرض کی: یہ پابندی کس کی طرف سے ہوگی؟ انھوں نے جواب دیا کہ رومیوں کی طرف سے۔ (صحیح مسلم)

احادیث کو اس طرح وثوق سے حالات وواقعات پر منطبق کرنا اور پھر اسے بالجزم بیان کر دینا صحیح نہیں۔

اس سے بھی بڑی غلطی بعض اہلِ علم کی طرف سے دنیا کی عمر کو متعین کرنا ہے۔ بعض نے کہا: دنیا کی عمر 900 برس باقی ہے اور بعض نے کہا: ہزار (1000) برس۔ یہ بات جن علماء کے قول کے طور پر مشہور ہوگئی ہے، ان میں امام سیوطی، امام سخاوی اور بعض دیگر حضرات شامل ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی علامت کے بارے میں واضح اور ظاہر شرعی دلیل کے بغیر پورے وثوق اور اعتماد سے کہنا کہ یہ واقعہ قیامت کی علامت ہے اور فلاں برس یہ علامت واقع ہو چکی ہے، جائز نہیں۔ جیسا کہ بہت سے لوگوں نے مہدی والی احادیث کو بعض مخصوص شخصیات پر منطبق کیا، پورے وثوق سے کہا کہ فلاں شخص مہدی ہے اور پھر اس دعوے کے نتیجے میں کئی فتنے رونما ہوئے، خوں ریزیاں ہوئیں اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت کی گئی۔

اس قسم کی تحریروں کی مثالیں:

کتاب «أسرار الساعة» کے مؤلف رقمطراز ہیں: ''دجال کو ایران میں ظہورِ مہدی سے قبل حکومت عطا کی جائے گی، پھر بیان کرتے ہیں کہ یہ دجّال محمد خاتمی ہے (مؤلف انھیں آیت اللہ گورباچوف کا نام دیتا ہے۔)''[1]

ایک اور مؤلف نے اپنی کتاب ''المسیح الدجال'' میں لکھا ہے: ''یہ بات

1 کتاب (أسرار الساعة) تأليف: فهد السالم.

پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ وہ مہدی جس کا امت کو انتظار ہے صدام حسین ہی تھا۔" [1]

کتاب "ہرمجدون" کے مؤلف امین محمد جمال لکھتے ہیں: بعض احادیث میں سفیانی نامی جس شخص کا ذکر ملتا ہے، اس سے مراد صدام حسین ہے۔

کتاب "أشراط الساعة وهجوم الغرب" کے مؤلف کا خیال ہے کہ سفیانی سے مراد اردن کے سابق حکمران شاہ حسین ہیں۔ [2]

ان دعووں میں سے کسی ایک پر بھی یقین کرنا اور پھر اسے تعیین اور وثوق کے ساتھ بیان کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کسی پیش آمدہ واقعہ کے بارے میں واضح دلائل وقرائن اس بات کی تصدیق کر رہے ہوں کہ حدیث میں جس علامتِ قیامت کا ذکر ہے، موجودہ واقعہ مکمل طور پر اسی کے مطابق ہے اور اس کے علامتِ قیامت ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے تو پھر ان واقعات پر علاماتِ قیامت کی احادیث کو منطبق کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگرچہ اس امر کا امکان ہمیشہ باقی رہے گا کہ دیگر واقعات جو ان سے مشابہ یا ان سے زیادہ واضح ہوں، ان پر احادیث کو منطبق کر دیا جائے۔

اس کی بعض مثالیں

① امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے عبداللہ

---

[1] صدام کو 10 ذوالحج 1427ھ / 2007ء کو قتل کر دیا گیا تھا۔ کتاب "المسیح الدجال" کے مؤلف کا نام سعید ایوب ہے۔ مؤلف نے یہ بات صدام حسین کے دورِ حکمرانی میں کہی تھی۔ [2] اردن کے بادشاہ شاہ حسین 1420ھ / 7 فروری 1999ء کو فوت ہوئے، کتاب "أشراط الساعة وهجوم الغرب" کے مؤلف کا نام فہد سالم ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو جب حجاج بن یوسف ثقفی کے لشکر نے قتل کیا تو انھوں نے حجاج (جو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کرنے والے لشکر کا قائد تھا) سے مخاطب ہو کر کہا: ''رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک خون بہانے والا ظالم پیدا ہوگا۔ کذاب کو تو ہم دیکھ چکے اور سفاک قاتل میرے خیال میں تمھارے سوا کوئی نہیں۔'' حجاج یہ بات سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سیدہ اسماء کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ [1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدہ اسماء نے جس کذاب کو دیکھنے کی بات کی، اس سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی تھا جو انتہا درجے کا جھوٹا تھا۔ اس کا بدترین جھوٹ یہ تھا کہ اس نے دعوی کیا کہ جبریل اس کے پاس آتا ہے۔ علمائے امت اس امر پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں ''کذاب'' سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے اور ''مبیر'' یعنی سفاک قاتل سے مراد حجاج بن یوسف ثقفی ہے۔ واللہ اعلم۔ [2]

② صحیح مسلم میں حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے ایک آگ نہ نکلے جس سے بُصریٰ [3] میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔'' [4]

یہ آگ ظاہر ہو چکی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تین ماہ تک موجود رہی تھی، یہاں تک کہ مدینہ کی عورتیں اس کی روشنی میں سوت کاتنے کا کام کر لیتی تھیں۔

---

[1] صحيح مسلم، الفضائل، حديث: 2515. [2] شرح صحيح مسلم للنووي، فضائل الصحابة، حديث: 2545. [3] یہ حوران کا شہر ہے جو آج کل ملک شام کا حصہ ہے۔ [4] صحيح مسلم، الفتن، حديث: 2902.

امام ابوشامہ اس واقعہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ 3۔ جمادی الآخرہ 654ھ بمطابق 29 مئی 1256ء میں بدھ کی رات کو مدینہ منورہ میں ایک ہولناک آواز سنائی دی۔ اس کے بعد زلزلہ آیا، جس سے زمین، دیواریں، چھتیں اور دروازے لرز اٹھے اور جمعہ کے دن تک وقفے وقفے سے کانپتے رہے، پھر اچانک بنو قریظہ کے قریب سیاہ پتھروں والی زمین میں ایک بہت بڑی آگ ظاہر ہوئی، جسے ہم اندرون شہر سے اپنے گھروں میں بیٹھ کر دیکھ رہے تھے۔ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ اس ہولناک آگ سے تمام وادیاں بھر گئی ہیں اور وہ وادی شظا میں پانی کی گزرگاہ تک پہنچ گئی ہے۔ اس آگ سے بڑی بڑی بلند چنگاریاں بھی نکل رہی تھیں۔"[1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ہمارے عہد (654ھ) میں مدینہ منورہ میں ایک آگ نکلی، مدینہ کی مشرقی جانب پتھروں والی سیاہ زمین کے پیچھے سے ظاہر ہونے والی یہ آگ بہت ہولناک تھی۔ اس کے ظہور کی خبریں تواتر سے بیان کی گئی ہیں۔"[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مجھے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ آگ وہی ہے، جو مدینہ کے اردگرد ظاہر ہوئی تھی اور امام قرطبی اور دیگر علمائے کرام بھی یہی سمجھتے ہیں۔"[3]

③ امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ

---

[1] دیکھیے امام قرطبی کی کتاب (التذكرة، ص: 527) [2] شرح صحيح مسلم للنووي، الفتن، حديث: 2902. [3] فتح الباري شرح صحيح البخاري، الفتن، حديث: 7119.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت قائم ہوگی جب فتنے ظاہر ہوں گے، جھوٹ کی کثرت ہوگی، بازار قریب قریب بن جائیں گے، (یعنی ان کی کثرت ہوگی) زمانہ قریب ہوجائے گا اور ”ہرج“ بہت زیادہ ہو جائے گا“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ ”ہرج“ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قتل اور خونریزی۔“ [1]

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ”فتح الباری“ پر اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں: ”حدیث میں مذکور ”تقارب“ کی زیادہ مناسب تفسیر ہمیں موجودہ دور میں یہ معلوم ہوئی ہے کہ شہر اور ملک ایک دوسرے کے قریب ہو چکے ہیں اور ان میں ہوائی جہازوں، گاڑیوں اور دیگر ذرائع ابلاغ کی وجہ سے مسافت طے کرنے کی مدت کم ہوگئی ہے۔“ واللہ اعلم۔

دوسرا قاعدہ: علامات، قیامت سے عرصہ دراز قبل بھی واقع ہوسکتی ہیں:

اشراطِ قیامت وہ علامات ہیں جو قربِ قیامت پر دلالت کرتی ہیں، خواہ یہ علامات وقوعِ قیامت کے قریب ہوں یا اس سے دور ہوں۔ مثال کے طور پر نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَ قَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

”میں اور قیامت اس طرح ایک ساتھ مبعوث کیے گئے ہیں، جس طرح یہ دونوں (انگلیاں)“ اور پھر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی اور درمیانی انگلی کو ملا کر صحابۂ کرام کو دکھلایا۔ [2]

---

[1] مسند أحمد: 520/2. [2] صحيح البخاري، الطلاق، حديث: 5301، وصحيح مسلم، الفتن، حديث: 2951.

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی وفات قیامت کے قریب ہونے کی نشانیاں ہیں۔ گو اس کے بعد واقع ہونے والی علامات، قیامت کے اور بھی زیادہ قریبی زمانے سے تعلق رکھتی ہیں۔

ہم علاماتِ قیامت کو زمانۂ وقوع کے اعتبار سے درجہ ذیل اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

① ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو عین اسی طریقے سے واقع ہو چکی ہیں، جیسا کہ نبیِ کریم ﷺ نے ان کے بارے میں خبر دی ہے، مثلاً: آپ ﷺ کی بعثت اور وفات نیز جھوٹے نبیوں کا ظہور وغیرہ۔

② کچھ ایسی ہیں کہ ان کا ابتدائی حصہ واقع ہو چکا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا باقی حصہ واقع ہوتا رہے گا، جیسا کہ بازاروں کا ایک دوسرے کے قریب ہونا، کتابت کا عام ہو جانا اور قتل وغارت کی کثرت۔*

③ کچھ علامات قیامت ایسی ہیں جو ابھی تک واقع نہیں ہوئیں اور بعد میں واقع ہوں گی جیسے خروج دابہ اور خروج دجال وغیرہ۔*

تیسرا قاعدہ: علامات قیامت کی پیش آمدہ واقعات پر غلط تطبیق کے نقصانات:

① **بغیر دلیل کے بے سروپا باتیں:**

جب آپ وثوق سے یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں وارد فلاں علامت فلاں صورت میں واقع ہو چکی ہے تو یہ بات واضح دلیل یا شرعی قرینہ یا استدلال کی محتاج ہوتی

---

* یہ علامات آگے چل کر علاماتِ صغریٰ کے عنوان کے تحت نمبر: 16، 55 اور 68 پر آئیں گی۔

* یہ علامات آگے چل کر علاماتِ کبریٰ کے عنوان کے تحت نمبر: 1 اور 8 پر آئیں گی۔

ہے، حالانکہ اس کے بارے میں کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہیں ہوتا۔ ایک سچے مومن کے لیے جسے تحقیق وجستجو کا حکم دیا گیا ہے، یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ امورِ شریعت اور اخبارِ شریعت کے بارے میں بغیر علم کے اپنی زبان کھولے۔

② غیر شرعی فعل کا ارتکاب یا شرعی فعل کا ترک:

بعض لوگ ایسی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں جن میں خروجِ مہدی کا ذکر ہوتا ہے اور بعض اوقات ان کتب کے مؤلفین وثوق سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص مہدی ہے تو کتاب کے قارئین مہدی کا بڑی شدت سے انتظار شروع کر دیتے ہیں اور اپنے روزمرہ کے معاملات کو ظہورِ مہدی سے منسلک کر لیتے ہیں۔ حتی کہ بعض حضرات گھوڑا اور تلوار خرید کر رکھ لیتے ہیں تاکہ وہ آنے والے دنوں میں مہدی کے ساتھ مل کر اہلِ باطل کے خلاف لڑائیوں میں شرکت کر سکیں۔

بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی شادی یا مکان کی تعمیر محض اس لیے ترک کر دیتے ہیں کہ خروجِ دجال کا زمانہ تو سر پر آن پہنچا، لہٰذا اب ان بکھیڑوں میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے!

③ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب:

اگر حتمی طور پر یہ طے کر لیا جائے کہ مہدی فلاں شخص ہی ہے اور بعد میں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ بات غلط تھی تو اس کا نقصان یہ ہوگا کہ لوگ مہدی کے ذکر والی احادیث ہی کا انکار کر دیں گے۔ اسی طرح اگر دیگر علاماتِ قیامت کو بھی مکمل تنقیح وتحقیق کے بغیر ہی واقعات پر منطبق کر دیا جائے تو اس سے بھی لوگ ان کے بارے میں وارد احادیث کا انکار کر دیں گے۔

''أشراطُ الساعة'' کا معنی ومفہوم

الأشراط: یہ ''شرط'' کی جمع ہے اور ''شرط'' کے معنی علامت کے ہوتے ہیں، أَشْرَاطُ السَّاعَةِ کا مطلب ہے قیامت کی علامات اور اس کے اسباب، یعنی یہ وہ علامات ہیں جن کے بعد قیامت واقع ہوجائے گی۔ [1]

الساعة: اس سے مراد وہ وقت ہے جس میں قیامت واقع ہوگی۔ اس کا نام ''الساعۃ'' یعنی ''گھڑی'' اس لیے رکھا گیا کہ یہ گھڑی اچانک لوگوں کے سر پر آ کھڑی ہوگی اور ساری مخلوق ایک ہی چیخ کے ذریعے مرجائے گی۔ [2]

علاماتِ قیامت کی اقسام

علاماتِ قیامت کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلی قسم

چھوٹی نشانیاں، اور ان کی دو قسمیں ہیں:

اول

وقوعِ قیامت سے بہت پہلے کی علامات: یہ وہ علامات ہیں، جو بہت پہلے

[1] الصحاح للجوهري، مادہ: شرط، والنهاية لابن الأثير، مادة: شرط .

[2] النهاية لابن الأثير، مادة: سوع .

واقع ہو چکی ہیں اور انھیں قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے بہت پہلے ہونے کی وجہ سے چھوٹی علامات کہا جاتا ہے، مثلاً: نبیِ کریم ﷺ کی بعثت، چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور مدینہ میں ایک ہولناک آگ کا ظاہر ہونا۔ *

دوم

متوسط علامات: یہ ایسی علامات ہیں جو ظاہر تو ہو چکی ہیں مگر تا حال ختم نہیں ہوئیں بلکہ ان میں کثرت و اضافہ ہو رہا ہے اور یہ علامات بہت ہی زیادہ ہیں۔ یہ ''علاماتِ صغریٰ'' یعنی چھوٹی نشانیاں ہیں، جیسا کہ آگے ذکر آئے گا۔ ان میں بعض یہ ہیں: لونڈی کا اپنی مالکہ کو جنم دینا، برہنہ پا، ننگے بدن، بکریوں کے چرواہوں کا بلند و بالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت دجالوں کا ظاہر ہونا۔ *

دوسری قسم

علاماتِ کبریٰ: یہ وہ علامات ہیں جن کے ظاہر ہونے کے بعد جلد ہی قیامت قائم ہو جائے گی، یہ دس نشانیاں ہیں اور تا حال ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آپس میں بات چیت کر رہے تھے کہ نبیِ کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف

* ان علامات کا ذکر آگے نمبر: 1، 3 اور 13 پر آئے گا۔

* ان علامات کا ذکر نمبر آگے چل کر نمبر: 11، 19 اور 21 کے تحت آئے گا۔

لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کس بارے میں بات چیت کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ اس سے قبل تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر آپ ﷺ نے درج ذیل علامات کا ذکر فرمایا:

① دھواں

② دجال

③ خروجِ دابہ (عجیب الخلقت جانور کا ظہور)

④ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

⑤ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

⑥ خروجِ یاجوج وماجوج

اور تین جگہ زمین کے دھنسنے کے واقعات پیش آئیں گے:

⑦ مشرق میں زمین کا دھنس جانا۔

⑧ مغرب میں زمین کا دھنس جانا۔

⑨ جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنس جانا۔

⑩ سب سے آخر میں جو علامت ظاہر ہوگی وہ یہ ہے کہ یمن سے ایک آگ نکلے گی، وہ لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ [1]

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث: 2901. ان علامات کا مفصل ذکر آگے دوسرے حصے (علاماتِ کبریٰ) میں آئے گا۔

بعض دیگر احادیث میں کچھ اور علامات کا ذکر بھی آیا ہے، ان میں مہدی کا ظاہر ہونا، کعبہ کا گرایا جانا، قرآنِ کریم کا زمین سے اٹھا لیا جانا شامل ہیں، جیسا کہ آگے ان احادیث کا ذکر آئے گا۔ [1]

[1] ان علامات کی تفصیل آئندہ صفحات میں علاماتِ صغریٰ کے بیان میں نمبر: 121، 126 اور 131 پر آئے گی۔

علامات صغریٰ

پہلی قسم، وہ علامات جو واقع ہو چکی ہیں:

1 ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت۔

2 رسول اللہ ﷺ کی وفات۔

3 چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔

4 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کا ختم ہو جانا۔

5 فتح بیت المقدس۔

6 بکریوں کی قعاص[1] کی سی بیماری سے لوگوں کی بکثرت موت۔

7 انواع واقسام کے فتنوں کا کثرت سے ظہور۔

8 سیٹلائٹ چینلز کی بھرمار۔

9 آپ ﷺ کی جنگِ صفین کے بارے میں پیشین گوئی۔

10 خوارج کا ظہور۔

[1] قُعَاص جانوروں کی ایک بیماری ہے جس سے ان کی ناک بہنے لگتی ہے اور وہ اچانک مر جاتے ہیں۔(فتح الباری:6/334)

11 جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظاہر ہونا۔

12 امن وخوشحالی کی کثرت۔

13 حجاز کے علاقے سے ایک بڑی آگ کا ظہور۔

14 ترکوں سے جنگ۔

15 کوڑے برسانے والے ظالم حکمرانوں کا ظہور۔

16 قتل وخونریزی کی کثرت۔

17 دیانت داری کا خاتمہ۔

18 سابقہ امتوں کے طریقوں کی پیروی۔

19 لونڈی کا اپنی مالکہ کو جنم دینا۔

20 ایسی عورتوں کا ظاہر ہونا جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔

21 برہنہ پا، ننگے بدن، چرواہوں کا بلند وبالا عمارتوں کے بنانے میں مقابلہ بازی کرنا۔

22 خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا۔

23 تجارت کا بہت پھیل جانا۔

24 خاوند کی تجارت میں عورت کی شراکت۔

25 بعض تاجروں کا پوری مارکیٹ پر تسلط۔

26 جھوٹی گواہی۔

27 سچی گواہی کو چھپانا۔

28 جہالت کا چارسو پھیل جانا۔

29 نت نئی بیماریوں اور بخل کی کثرت۔

30 قطع رحمی۔

31 پڑوسی سے برا سلوک۔

32 بے حیائی اور فحاشی کا عام ہو جانا۔

33 امانت دار کو خائن سمجھا جانا اور مناصب کا بددیانتوں کے سپرد کیا جانا۔

34 معززین کا فوت ہو جانا اور گھٹیا اور رذیل لوگوں کی کثرت۔

35 مال کے حلال وحرام ہونے کے بارے میں لاپروائی۔

36 مالِ فے کی اغنیاء ورؤساء میں بندر بانٹ۔

37 امانت کو غنیمت سمجھنا۔

38 لوگوں کا اپنے اموال کی زکاۃ خوش دلی سے نہ نکالنا۔

39 غیر اللہ کے لیے علم سیکھنا۔

40 بیوی کی فرماں برداری اور ماں کی نافرمانی۔

41 دوستوں کو قریب کرنا اور ماں باپ کو دور کرنا۔

42 مساجد میں آوازیں بلند کرنا۔

43 قبائل کی قیادت وسیادت فساق وفجار کے ہاتھ میں آجانا۔

44 کمینے لوگوں کا قوم کا سردار بن جانا۔

45 آدمی کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کے لیے کرنا۔

46 زنا کو حلال سمجھنا۔

47 مردوں کا ریشم کو حلال سمجھ لینا۔

48 شراب کو حلال سمجھنا۔

49 گانے اور آلات موسیقی کے استعمال کو جائز سمجھنا۔

50 لوگوں کا موت کی تمنا کرنا۔

51 ایسے حالات پیدا ہونا کہ صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر۔

52 مساجد میں نقش ونگار کی کثرت اور ان پر فخر۔

53 گھروں کی بے جا تزئین وآرائش۔

54 آسمانی بجلیوں کی کثرت۔

55 کتابت کی کثرت واشاعت۔

56 چرب زبانی اور دروغ گوئی سے مال کمانا اور پر تکلف گفتگو پر فخر کرنا۔

57 قرآن کے سوا دیگر کتب کی کثرت سے اشاعت وترویج۔

58 قاریوں کی کثرت اور علماء وفقہاء کی قلت۔

59 کم عمروں سے علم حاصل کرنا۔

60 ناگہانی اموات کی کثرت ہونا۔

61 بے وقوفوں کی حکومت۔

62 زمانے کا قریب ہو جانا۔

63 لوگوں کی ترجمانی کے منصب پر کم عقل کا فائز ہو جانا۔

64 کمینہ صفت لوگوں کے پاس دولت کی کثرت۔

65 لوگوں کا مساجد کو گزرگاہ بنالینا۔

66 مہر کی مقدار پہلے بہت زیادہ اور پھر بہت کم ہو جانا۔

67 گھوڑوں کی قیمت میں پہلے ہوش ربا اضافہ اور پھر بہت کمی واقع ہو جانا۔

68 مراکزِ تجارت کے باہمی فاصلے حیرت انگیز طور پر کم ہو جانا۔

69 اقوامِ عالم کا ملتِ اسلامیہ پر ٹوٹ پڑنا۔

70 لوگوں کا نماز کی امامت سے گریز کرنا۔

71 مومن کے خوابوں کا سچ ثابت ہونا۔

72 جھوٹ کی کثرت۔

73 لوگوں کے درمیان باہمی نفرت وکدورت کا پیدا ہونا۔

74 زلزلوں کی کثرت۔

75 عورتوں کی کثرت۔

76 مردوں کی قلت۔

77 فحاشی وعریانی کا عام ہونا اور اس کا علانیہ طور پر ارتکاب۔

78 قرآنِ مجید کی تلاوت پر اجرت وصول کرنا۔

79 لوگوں میں موٹاپا عام ہو جانا۔

80 لوگوں کا بلاطلب گواہی پر تیار ہونا۔

81 ایسے لوگوں کا ظاہر ہونا جو نذر تو مانیں گے مگر اس کو پورا نہیں کریں گے۔

82 طاقتور کا کمزور کو کھا جانا۔

83 اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ ہونا۔

84 رومیوں کی کثرت اور عربوں کی قلت ہو جانا۔

دوسری قسم، وہ علامات جو تا حال ظاہر نہیں ہوئیں:

85 لوگوں کے پاس مال کی کثرت۔

86 زمین کا اپنے مدفون خزانے اگل دینا۔

87 لوگوں کی شکلوں کا مسخ ہونا۔

88 بعض مقامات کا زمین میں دھنس جانا۔

89 بعض لوگوں پر پتھروں کی بارش۔

90 ایسی بارش کا نزول جس سے مٹی اور پتھر کے گھر بچ نہ سکیں گے۔

91 آسمان سے بارش تو ہوگی مگر اس سے نباتات پیدا نہ ہوں گی۔

92 ایسے فتنے کا ظہور جو تمام عربوں کو ہلاک کر دے گا۔

93 مسلمانوں کی مدد کے لیے درختوں کا کلام کرنا۔

94 مسلمانوں کی نصرت کے لیے پتھروں کا کلام کرنا۔

95 مسلمانوں کا یہودیوں سے جنگ کرنا۔

96 دریائے فرات کے اندر سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہونا۔

97 آدمی فسق و فجور نہ کرے گا تو اسے عاجز و درماندہ ہونے کا طعنہ دیا جائے گا۔

98 جزیرۃ العرب میں دوبارہ چراگاہوں اور نہروں کا پیدا ہونا۔

99 مستقل چمٹنے والے فتنے کا ظہور۔

100 خوشحالی وفراوانی کے فتنے کا ظہور۔

101 تاریک اور اندھے فتنے کا ظہور۔

102 ایسا زمانہ آجانا، جس میں ایک سجدہ دنیا اور اس کے تمام خزانوں سے بہتر ہوگا۔

103 پہلی رات کے چاند کا معمول سے بڑا نظر آنا۔

104 ملکِ شام کی طرف ہجرت کی کثرت۔

105 مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ایک عظیم معرکہ برپا ہونا۔

106 قسطنطنیہ کی (دوبارہ) فتح۔

107 مالِ وراثت کا وارثوں میں تقسیم نہ کیا جانا۔

108 لوگوں کا مالِ غنیمت سے خوش نہ ہونا۔

109 لوگوں کا پرانے ہتھیاروں اور سواریوں کی طرف لوٹ آنا۔

110 بیت المقدس کی آبادی کا بڑھ جانا۔
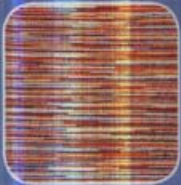
111 مدینہ طیبہ کی بے آبادی اور اس کا سکان وزائرین سے خالی ہو جانا۔

112 مدینہ شریر لوگوں کو اس طرح نکال باہر کرے گا جس طرح بھٹی لوہے کا زنگ اتار دیتی ہے۔

113 پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹل جانا۔

114 قحطان سے ایک شخص کا ظہور جس کی لوگ اطاعت کریں گے۔

115 جہجاہ نامی ایک شخص کا خروج۔

116 درندوں اور جمادات کا گفتگو کرنا۔

117 کوڑے کا گفتگو کرنا۔

118 جوتے کے تسمے کا بات کرنا۔

119 آدمی کی ران کا اپنے گھر والوں کی خبریں بتلانا۔

120 قیامت سے قبل اسلام کا دنیا سے معدوم ہو جانا۔

121 قرآن مجید کا مصاحف سے اور حفاظ کے سینوں سے اٹھا لیا جانا۔

122 بیت اللہ پر حملہ آور ہونے والے سارے لشکر کا زمین میں دھنسنا۔

123 حج کا متروک ہو جانا۔

124 بعض قبائلِ عرب کا دوبارہ بت پرستی اختیار کر لینا۔

125 قبیلۂ قریش کا مکمل طور پر خاتمہ۔

126 حبشہ کے ایک شخص کے ہاتھوں کعبہ کا انہدام۔

127 مومنوں کی روحیں قبض کرنے کے لیے پاکیزہ ہوا کا چلنا۔

128 شہرِ مکہ میں بلند و بالا عمارات کھڑی ہو جانا۔

129 امت کے آخری زمانے کے لوگوں کا پہلوں پر لعنت کرنا۔

130 نئی نئی سواریوں کی ایجاد۔

131 امام مہدی کا تشریف لانا۔

علاماتِ صغریٰ
(قیامت کی چھوٹی نشانیاں)

ضروری بات

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ علامات قیامت دو طرح کی ہیں: علاماتِ صغریٰ (چھوٹی نشانیاں) اور علاماتِ کبریٰ (بڑی نشانیاں) اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ بڑی نشانیاں جب واقع ہو جائیں گی تو ان کے فوراً بعد قیامت واقع ہو جائے گی۔ ان علامات کے زبردست اثرات کو سب لوگ شدت سے محسوس کریں گے۔ جہاں تک چھوٹی نشانیوں کا تعلق ہے تو یہ وقوعِ قیامت سے کافی عرصہ پہلے سے وقتاً فوقتاً مختلف علاقوں میں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ بعض لوگوں کو ان کا شعور ہوتا ہے اور بعض کو نہیں۔

ہم قیامت کی علاماتِ صغریٰ کے ذکر سے بات شروع کریں گے اور اس سلسلے میں وارد کتاب وسنت کے دلائل بھی ذکر کریں گے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ جو حدیث بھی درج کی جائے، اس کے انتخاب میں دقت اور صحت کا خاص خیال رکھا جائے نیز آثارِ صحابہ بھی وہی ذکر کیے جائیں جو صحیح سند سے ثابت ہوں۔

1 - ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت

نبیِ کریم ﷺ نے اپنی امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت قربِ قیامت کی دلیل اور نشانی ہے۔ یہ قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: «بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» ”مجھے اور قیامت کو اس طرح ایک ساتھ بھیجا گیا ہے جس طرح یہ دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔“ [1]
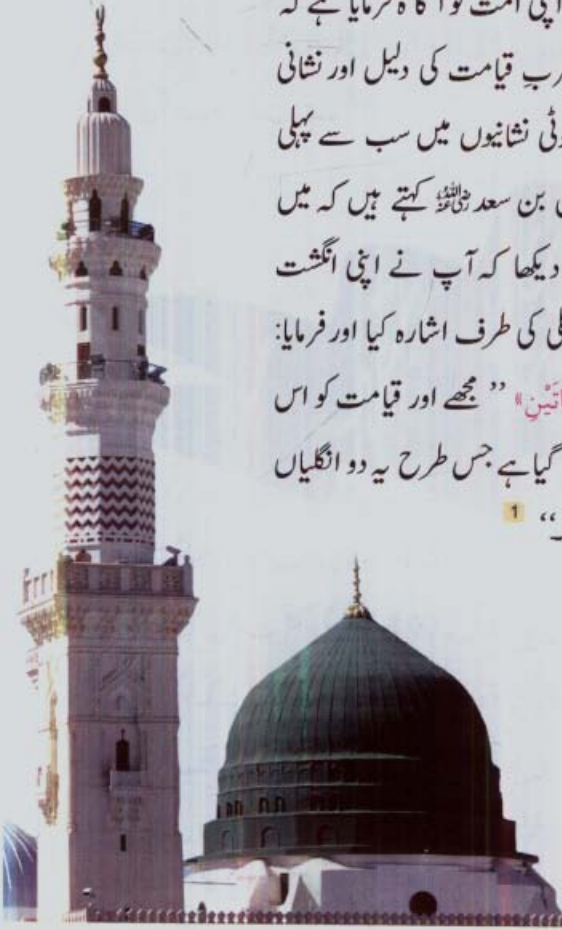
[1] صحيح البخاري، التفسير، حديث:4936، وصحيح مسلم، الفتن، حديث:2951.

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے قیامت کے آغاز میں بھیجا گیا ہے۔ [1]

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قیامت کی پہلی نشانی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبیِ آخر الزماں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے۔ [2]

[1] اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے الکنیٰ میں روایت کیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ (حدیث: 808) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں مذکور الفاظ نسم الساعة کے معنی ہیں قیامت کے آغاز میں۔ نسیم کے اصل معنی ہلکی ہوا کے ابتدائی حصے کے ہوتے ہیں۔

[2] التذكرة للقرطبي:2/309.

2 - رسول اللہ ﷺ کی وفات

آپ ﷺ کی وفات کا دھچکا قُربِ قیامت کی ابتدائی علامات میں سے ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں غزوۂ تبوک کے موقع پر نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے چھ نشانیاں شمار کرلو۔ ① میری وفات۔ ② پھر بیت المقدس کی فتح۔ ③ پھر وہ زبردست موت جو تم میں بکری کی قعاص بیماری کی طرح پھیل جائے گی۔ ④ پھر مال کی کثرت، حتیٰ کہ ایک شخص کو سو دینار دیے جائیں گے مگر پھر بھی وہ راضی نہ ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی اور وہ غنی ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ایک شخص ہزاروں دینار سے کم رقم پر خوش نہ ہوگا۔ ⑤ پھر ایک ایسا فتنہ نمودار ہوگا جو عربوں کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا۔ ⑥ پھر تمہاری بنو اصفر (روم، یورپ اور امریکہ کے لوگوں) سے صلح ہو جائے گی مگر وہ تم سے بدعہدی کریں گے اور تمھاری طرف

اسی (80) جھنڈوں تلے جمع ہو کر آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔[1]

رسول اللہ ﷺ کی وفات اہلِ اسلام کے لیے عظیم ترین سانحہ تھا۔ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو مدینہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کے سامنے اندھیرے چھا گئے تھے۔

آپ کی وفات کے ساتھ ہی آسمان سے وحی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ملتِ اسلامیہ میں فتنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بعض قبائل کا اسلام سے مرتد ہو جانا اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

[1] صحيح البخاري، الجزية والموادعة، حديث: 3176.

3۔ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا

اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتے ہیں:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝﴾

''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو پہلے سے چلا آنے والا جادو ہے۔'' [1]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر کا یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیش آیا تھا۔ جیسا کہ صحیح سند سے ثابت متواتر احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں پیش آیا تھا اور یہ آپ ﷺ کے حیرت انگیز معجزات میں سے ایک ہے۔ [2]

---

[1] القمر 54:1,2. [2] تفسیر ابن کثیر، القمر 54:1,2.

مسجد الحرام، جس کے پیچھے جبل ابوقبیس نظر آرہا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''اہلِ مکہ نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ انھیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چاند کا دو ٹکڑوں میں بٹ جانا دکھلایا۔'' [1]

خلائی اداروں کی طرف سے شائع کردہ تصویر میں چاند کی سطح پر گڑھے واضح ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم مِنیٰ میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک چاند پھٹا اور وہ دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے جا گرا اور دوسرا آگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ''گواہ رہنا'' [2]

---

[1] صحيح البخاري، المناقب، حديث: 3637، و صحيح مسلم، صفات المنافقين، حديث: 2802. [2] صحيح البخاري، المناقب، حديث: 3636، وصحيح مسلم، صفات المنافقين، حديث: 2800.

4 - صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا دنیا سے چلے جانا

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے افضل ترین لوگ ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”آسمان کے ستارے آسمان کے لیے امن وسلامتی (کی ضمانت) ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو وہ (قیامت) آجائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے امن وسلامتی ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو صحابہ پر وہ حالت آجائے گی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ امت کے لیے امن وسلامتی کی ضمانت ہیں۔ جب صحابہ چلے جائیں گے تو امت کو وہ (اختلاف وانتشار) پیش آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔“[1]

[1]. صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، حدیث:2531

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

- نبیِ کریم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دنیا سے چلے جانے کو قیامت کی دو نشانیوں کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا...... ایک نبیِ کریم ﷺ کی وفات اور دوسری ستاروں کا جھڑ جانا اور شہابیوں کا گرنا۔
- احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اس دنیا سے نیک لوگ ایک ایک کر کے اٹھا لیے جائیں گے اور بالآخر بدترین لوگوں پر قیامت قائم کی جائے گی۔
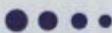
5۔

فتحِ بیت المقدس

جب نبیِ کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو اس وقت بیت المقدس پر سلطنتِ روم کے عیسائیوں کا قبضہ تھا۔ سلطنتِ روم اس وقت بہت طاقتور اور با اختیار حکومت تھی۔ انھی حالات میں نبیِ کریم ﷺ نے مسلمانوں کے ہاتھوں بیت المقدس کے فتح ہونے کی خوشخبری سنائی اور اسے قیامت کی نشانیوں میں شمار کیا، جیسا کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا: چھ نشانیاں قیامت سے پہلے شمار کرلو اور ان میں سے ایک نشانی آپ نے فتحِ بیت المقدس کو قرار دیا۔[1]

بیت المقدس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں 16 ھ / 637ء میں فتح ہوا، آپ نے اسے کفر سے پاک کردیا اور اس میں ایک مسجد بنادی۔

بیت المقدس دوبار فتح ہوا، ایک بار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اور دوسری بار سلطان صلاح الدین ایوبی کے عہدِ حکومت (583ھ/1178ء) میں۔ اور ایک بار پھر اللہ کے حکم سے یہ ایک مومن جماعت کے ہاتھوں فتح ہوگا حتیٰ کہ درخت

[1] صحيح البخاري، الجزية والموادعة، حديث: 3176

اور پتھر بھی بول کر کہیں گے: ’’اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ ایک یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ آؤ اسے جلدی سے قتل کر ڈالو۔‘‘ [1]

اگلے صفحات میں ان شاء اللہ بیت المقدس ہی کے سلسلے میں اہلِ اسلام اور یہودیوں کے درمیان ہونے والے بعض معرکوں کا ذکر آئے گا۔ [2]

1 صحیح مسلم، الفتن، حدیث:2921.

2 دیکھیے: علامات صغریٰ میں علامت نمبر:95۔

6 - بکریوں کی قُعَاص جیسی بیماری سے لوگوں کی بکثرت موت

طاعون کا وائرس

یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ اور اس حدیث میں موجود ایک لفظ مُوتَانٌ، مبالغے کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ موت بکثرت واقع ہوگی۔ جس طرح کہ وبائی امراض سے ہوتی ہے اور لوگ سیکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ یہ علامت طاعونِ عمواس [1] کی صورت میں واقع ہوچکی ہے۔ طاعون ایک وبائی بیماری ہوتی ہے، اس میں ایک پھوڑا یا سوزش جسم کے کسی حصے میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مریض کو شدید درد اور بے چینی ہوتی ہے۔
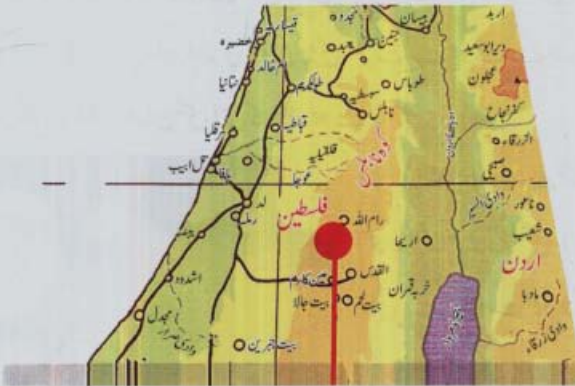
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں پھیلنے والے طاعون عمواس کا مقام

[1] عمواس بیت المقدس کے قریب فلسطین میں ایک بستی کا نام ہے۔ دیکھیے: معجم البلدان، مادۃ: عمواس

گلٹی دار یا خیار کی طاعون، جو کہ اس مرض کی شدید ترین قسم ہے

یہ مرض حد درجہ متعدی اور مہلک ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے چھ چیزیں شمار کر لینا'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں «مُوتَانٌ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ» [1] یعنی وبائی امراض سے کثرت اموات کا ذکر بھی فرمایا کہ جس طرح سے بکریوں کے ریوڑ متعدی بیماری کی نذر ہو جاتے ہیں، اسی طرح انسانوں کی اموات ہوں گی۔

امت اسلامیہ میں یہ واقعہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتحِ بیت المقدس (16ھ) کے بعد (18ھ) میں واقع ہو چکا ہے، جبکہ سرزمینِ شام میں طاعون کا مرض پھوٹ پڑا اور اللہ کی مخلوق بڑی کثرت سے موت کے منہ میں چلی گئی حتی کہ پچیس ہزار مسلمان بھی اس کا شکار ہو گئے۔

اس وبا میں بہت سے جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ ان

[1] صحيح البخاري، الجزية والموادعة، حديث: 3176.

میں سیدنا معاذ بن جبل، ابو عبیدہ، شرحبیل بن حسنہ، فضل بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم اور بعض دوسرے حضرات بھی شامل تھے۔

«قُعَاصُ الْغَنَم» ایک بیماری ہے، جو جانور کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، اس کی ناک سے ایک مادہ خارج ہونے لگتا ہے اور وہ آناً فاناً مر جاتا ہے۔ نبیِ کریم ﷺ نے موت کی اس کثرت کو «قُعَاصُ الْغَنَم» سے تشبیہ اس لیے دی ہے کہ طاعون میں بھی بدن میں ایک ایسا ہی زخم ہوتا ہے۔ جس سے ایک سیال مادہ خارج ہوتا ہے اور مریض اس کے باعث موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

جو کوئی اپنے دین پر کار بند رہے گا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے ہاتھ میں آگ کا انگارہ پکڑ رکھا ہو۔

7۔ انواع واقسام کے فتنوں کا کثرت سے ظہور

یہ ایسی علامت ہے جو عصر حاضر میں واضح ہو رہی ہے اور انسان انواع واقسام کے فتنوں میں بری طرح گھر گیا ہے۔ ان فتنوں پر ایک نظر ڈالنے سے جو کچھ سامنے آتا ہے، اس میں سے بعض درج ذیل ہیں:

بدنظری کا فتنہ اس دور میں زوروں پر ہے۔ سیٹلائٹ ٹی وی چینلز، فحش میگزین، انٹرنیٹ کی حیا باختہ ویب سائٹس، ویڈیو، موبائل اور کمپیوٹر سی ڈیز کے ذریعے جو فحش تصاویر اور فلمیں ایک دوسرے کو ارسال کی جاتی ہیں، یہ اور اسی طرح کے دوسرے بے شمار فتنے ہیں۔ جو شخص اللہ کا خوف اور اس کی تعظیم بجالاتے ہوئے انھیں چھوڑ دے اور ان سے بچ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ ایمان کی حلاوت نصیب فرمائے گا۔ جسے وہ اپنے دل کی گہرائی میں محسوس کرے گا۔

اسی طرح حرام مال کا فتنہ ہے۔ سود، رشوت، نشہ آور اشیاء کی فروخت اور حرام لباس کی تجارت سے جو پیسہ کمایا جاتا ہے، یہ سب اس دور کے فتنے ہیں۔ حرام مال کھانے والے کی دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور ایسے شخص کو سخت سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ اسی طرح حرام لباس کا فتنہ ہے چاہے وہ مردوں میں ہو یا عورتوں میں، اس سے بچنا ضروری ہے۔ زمانۂ حاضر میں فتنوں کی اس قدر کثرت ہو چکی ہے کہ اگر کوئی متقی اور پاکدامن رہنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ لوگوں کے درمیان اجنبی سا نظر آتا ہے۔

«اَلْفِتَنُ» فتنہ کی جمع ہے، اس کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔ ہر مکروہ اور ناپسندیدہ چیز کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بہت سے ایسے ہولناک فتنوں کی خبر دی ہے کہ جن میں ایک مسلمان پر حق خلط ملط ہو جائے گا۔ جب بھی کوئی فتنہ رونما ہو گا تو مومن کہے گا: یہ فتنہ میری ہلاکت کا باعث بنے گا۔ پھر جیسے ہی یہ فتنہ غائب ہو گا، اس کی جگہ کوئی دوسرا فتنہ آ جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا»

''اندھیری شب جیسے فتنوں کے سیلاب سے پہلے پہلے نیک اعمال کر لو۔ آدمی صبح کے وقت تو مومن ہو گا لیکن شام ہونے سے پہلے کافر ہو جائے گا یا شام کے وقت تو مومن ہو گا مگر صبح ہونے سے قبل وہ کافر ہو چکا

ہوگا۔ آدمی معمولی سے دنیاوی فائدے کے عوض اپنا دین فروخت کردے گا۔‘‘ [1]

حدیث کے معنی

اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے جب نیک عمل کرنا بے حد مشکل ہو جائے گا، نیک عمل کرلو۔ پے درپے رونما ہونے والے اور مشغول کردینے والے فتنوں کے اس دور سے پہلے جو اندھیری رات کی طرح ہوگا اور چاندنی کا اس میں نشان نہیں ہوگا، نیک اعمال بجالاؤ۔

آپ ﷺ نے ان فتنوں کی سنگینی اور شدت کا احساس اس طرح دلایا کہ آدمی شام کے وقت تو مومن ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا۔ یا صبح کے وقت تو مومن ہوگا اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا یہ اس وجہ سے ہوگا کہ فتنے بہت عظیم اور ہولناک ہوں گے، ان کی وجہ سے انسان میں ایک ہی دن میں یہ تبدیلی رونما ہوجائے گی۔

[1] صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 118.

8۔ سیٹلائٹ چینلز کی بھرمار

آج کم از کم تیرہ ہزار سیٹلائٹ چینلز فضا سے نشریات دے رہے ہیں۔ جو فتنوں اور بلاؤں کے انتشار کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ گزشتہ حدیث میں ان فتنوں کی طرف ایک عمومی اشارہ موجود ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ......» لیکن بعض دیگر احادیث میں ان چینلز اور ان کی برائیوں کی طرف نسبتاً واضح اشارہ بھی ملتا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انھوں نے فرمایا: «لَيُوشِكَنَّ أَنْ يُصَبَّ عَلَيْكُمْ شَرٌّ مِنَ السَّمَاءِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْفَيَافِيَ» [1] ''مجھے خدشہ ہے کہ تم پر آسمان سے شر نازل ہو گا جو (فیافی) تک پہنچ جائے گا۔'' کہا گیا: ابو عبداللہ! یہ (فیافی) کیا ہیں؟ فرمایا: بے آباد بنجر زمینیں۔

---

[1] المصنف لابن أبي شيبة: 15/110.

عربوں کی لغت میں لفظ «السماء» ہر اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو انسان کے اوپر ہوتی ہے۔ لغت کی مشہور کتاب (لسان العرب) میں ہے کہ ''سماء ہر وہ چیز ہے جو بلند ہو اور آپ پر سایہ فگن ہو۔''[1]

ٹی وی سیٹ ہر اس فتنے اور مخربِ اخلاق لہو ولعب کا استقبال کرتا ہے جو مصنوعی سیارے اس تک پہنچاتے ہیں حتی کہ آج جنگلوں اور صحراؤں میں خیمے بھی اس فتنے سے محفوظ نہیں رہ سکے۔

ایک صحرا میں خیمے کے قریب نصب ڈش انٹینا

[1] لسان العرب، مادة: سما.
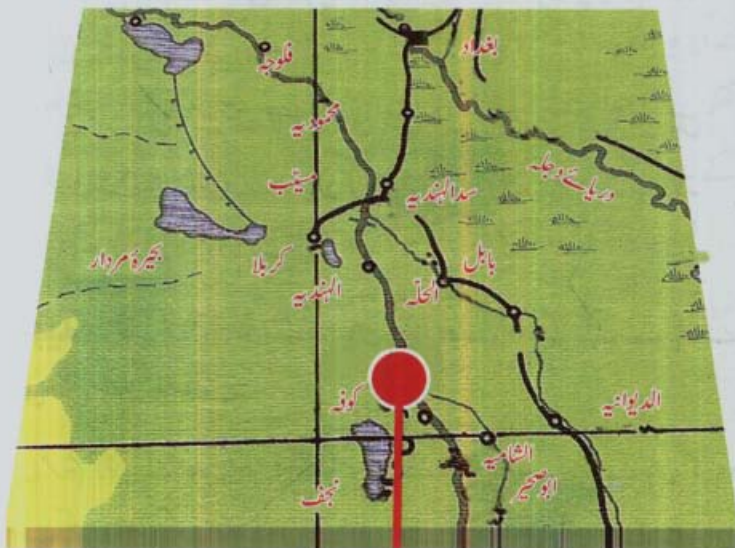
9۔ آپ ﷺ کی جنگِ صفین کے بارے میں پیشین گوئی

علامات قیامت میں وہ جنگیں اور معرکے بھی شامل ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے خواہ یہ جنگیں مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہوں یا خود مسلمانوں ہی کے درمیان ہوں۔ مسلمانوں کے مابین معرکوں میں سے ایک جنگِ صفین بھی ہے۔ جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی فوجوں کے درمیان (36ھ) میں ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، وَ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ»

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں آپس میں لڑائی نہ کرلیں۔ ان کے درمیان قتل وخونریزی کا ایک عظیم معرکہ بپا ہوگا۔ حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔''[1]

تنبیہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان پیدا ہونے والے فتنے کے بارے میں اہلِ سنت کا موقف:

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عام بشر تھے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں بھی وہ سب کچھ ہوا جو دیگر عام انسانوں کے ہاں ہوتا ہے۔ وہ اجتہاد بھی کرتے تھے، ان سے خطا بھی واقع ہو جاتی تھی، آپس میں چپقلش بھی ہو جاتی تھی، بلکہ کبھی نوبت جنگوں تک بھی پہنچ جاتی تھی۔ تمام اہلِ سنت کا اس امر پر مکمل اور قطعی اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تمام لوگوں سے بڑھ کر نیک، صالح اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت سے قریب ترین تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلافات واقع ہوئے، ان کے بارے میں اہلِ سنت کا متفقہ موقف یہ ہے کہ مُشاجراتِ صحابہ پر مکمل خاموشی اختیار کی جائے۔ ان میں سے کسی کے بارے میں بھی لب کشائی نہ کی جائے۔ ان کے باہمی جھگڑوں کو موضوعِ

[1] صحيح البخاري، الفتن، حديث: 7121، وصحيح مسلم، الفتن، حديث: 157 بعد الحديث: 2888.

بحث نہ بنایا جائے بلکہ ان سے صرفِ نظر کیا جائے اور اختلافات کی نشرو اشاعت نہ کی جائے۔ ان جھگڑوں کو عوام الناس کے درمیان اچھالنا امت کے درمیان فتنوں کے سر اٹھانے کا باعث بنتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں سوئے ظن پیدا ہوتا ہے۔

نجات یافتہ گروہ اہلِ سنت کا مسلک یہی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبانیں بند رکھی جائیں اور سب کا احترام کیا جائے۔

10۔ خوارج کا ظہور

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امت میں نبیِ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج اور طریقے کے خلاف کچھ فرقے پیدا ہو جائیں گے۔ انھی میں سے ایک فرقہ خوارج بھی ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگ تھے جو ان کے ساتھ مل کر لڑائیوں میں شریک ہوتے تھے۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ''تحکیم'' کا معاملہ پیش آیا تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے منحرف ہو گئے اور کوفہ کے قریب ''حروراء'' نامی ایک بستی میں آباد ہو گئے۔

ان کے عقائد

① وہ لوگ کبیرہ گناہوں کے مرتکب (مثلاً: زنا کرنے والے اور شراب پینے

والے......) کو کافر اور دائمی جہنمی سمجھتے تھے۔ان کا یہ اعتقاد واضح گمراہی ہے۔ کیونکہ حق بات یہ ہے کہ اگر مسلمان سے کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اسے کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ وہ اپنے اس گناہ کی وجہ سے نافرمان اور فاسق قرار دیا جائے گا اور اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے اور ایسے کاموں سے باز آجائے۔

② وہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو کافر سمجھتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد جو تحکیم کے فیصلے پر رضامند ہو گئی تھی، وہ سب ان کے نزدیک کافر تھی۔

③ وہ فاسق حکمرانوں کے ساتھ لڑائی کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے، خواہ انھوں نے کفر کا ارتکاب نہ بھی کیا ہو۔

وہ اہلِ علم ہونے کے دعویدار تھے۔ عبادات میں بہت سخت مشقت اٹھاتے تھے۔ انھی کا بڑا ایک شخص ''ذوالخویصرہ''[1] تھا جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: «يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ» ''یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے (بہت تیز) تیر شکار سے (بالکل صاف آر پار) نکل جاتا ہے۔''

[1] حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں مال تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی موقع پر بنوتمیم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص، جس کا نام ''ذوالخویصرہ'' تھا، آیا اور کہنے لگا: اے محمد! یہ مال انصاف سے تقسیم کیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تباہ ہو! یہ بتا کہ اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں اللہ کا رسول ہو کر عدل نہ کروں تو میں ناکام و نامراد ہو جاؤں گا۔ یہ دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ◂◂

خوارج کے ظہور کا آغاز؟

جب جنگِ صفین اختتام پذیر ہوئی اور اہلِ شام و اہلِ عراق کی دونوں جماعتوں کا تحکیم پر اتفاق ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں خوارج نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ لشکر میں ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور بعض روایات کے مطابق یہ سولہ ہزار تھے۔ یہ لوگ الگ ہو کر حروراء میں ٹھہر گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں سمجھانے کے لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا، انھوں نے ان منحرفین سے مناظرہ کیا۔

”اسے جانے دو، اس کے کچھ ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں ایک شخص ان کی نماز کے مقابلے میں اپنی نماز کو معمولی خیال کرے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں بے وقعت جانے گا۔ یہ لوگ قرآن کی تلاوت تو بہت کریں گے مگر قرآن ان کے گلے سے اتر کر دل تک نہیں پہنچے گا۔ یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر (تیزی) سے شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔ وہ تیر کے بھالے کو دیکھیں گے تو اس میں کچھ نہ ہوگا۔ پھر اس کے بانس کو دیکھیں گے تو وہاں بھی کچھ نہ ہوگا۔ پھر اس کی لکڑی کو دیکھیں گے تو وہاں بھی کچھ نہ پائیں گے۔ پھر اس کے پر کو دیکھیں گے تو وہاں بھی کچھ نہ ہوگا۔ وہ تو لید اور خون میں سے تیزی سے گزر چکا۔ (مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو پتہ بھی نہ چلے گا اور یہ اپنی کرتوتوں کے باعث اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ جس طرح ایک شکاری کسی ہرن کا شکار کرتا ہے۔ اس کا تیر جانور کے جسم میں داخل ہو کر دوسری جانب تیزی سے نکل جاتا ہے۔ شکاری یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ تیر جانور کو لگا ہی نہیں حالانکہ وہ اس کے جسم سے پار ہو چکا ہوتا ہے۔) ان کی نشانی ایک سیاہ فام شخص ہوگا۔ اس کا ایک بازو (کہنی اور کندھے کا درمیانی حصہ) عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے اس ٹکڑے کی طرح ہوگا جو مضطرب اور متحرک رہتا ہے۔ یہ گروہ اس وقت ظاہر ہوگا جب لوگوں میں اختلاف رونما ہو چکا ہو گا۔ (صحیح البخاري، المناقب، حديث: 3610، وصحيح مسلم، الزكاة، حديث: 1064)

مناظرہ: ابنِ عباس کہتے ہیں: جب خوارج لشکرِ علی سے علیحدہ ہوئے تو وہ ایک گھر میں جمع ہوگئے۔ ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس امر پر متفق ہوگئے کہ انھیں حضرت علی کے خلاف جنگ کے لیے نکلنا چاہیے۔ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تسلسل سے آتے اور خبریں دیتے کہ خوارج ان کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے: انھیں چھوڑ دو، جب تک وہ میرے خلاف جنگ شروع نہ کریں گے تب تک میں بھی انھیں کچھ نہیں کہوں گا۔ مگر وہ ضرور نکلیں گے اور جنگ کریں گے۔ ایک دن میں ظہر کی نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے امیر المومنین! آج ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈی کر کے (تاخیر سے) ادا کیجیے۔ ہوسکتا ہے آج میں خوارج کے پاس جاؤں اور انھیں سمجھانے کی کوشش کروں۔

وہ کہنے لگے: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمھیں نقصان پہنچائیں گے۔

میں نے عرض کی: اللہ نے چاہا تو ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

میں چونکہ خوش اخلاق تھا اور کسی کو ایذا نہیں دیتا تھا، اس لیے امیر المومنین نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے ایک بہترین خوبصورت یمنی لباس زیبِ تن کیا اور خوب بن سنور کر دوپہر کے وقت ان کے پاس جا پہنچا۔

میں ایسے لوگوں کے پاس گیا کہ میں نے ان سے بڑھ کر عبادت گزار نہیں دیکھے۔ ان کی پیشانیاں سجدوں کے نشانات سے مزین تھیں۔ کثرتِ عبادت سے ان کے

ہاتھ اونٹ کے اس حصے کی طرح ہو گئے تھے جو زمین پر لگنے کی وجہ سے سخت ہو جاتا ہے۔ انھوں نے صاف ستھری قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ ان کے چہرے ان کی شب بیداری کے شاہد تھے۔ میں نے انھیں سلام کہا۔

کہنے لگے: مرحبا، ابنِ عباس! کیسے آنا ہوا؟

ابنِ عباس: میں تمھارے پاس انصار و مہاجرین اور رسول اللہ ﷺ کے داماد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف سے نمائندہ بن کر آیا ہوں۔ سنو! ان لوگوں کی موجودگی میں قرآن مجید نازل ہوا اور وہ اس کی تفسیر و تاویل کا تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا: قریش سے جھگڑا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تو فرما چکا ہے: ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ○﴾ [1] ''بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔''

ان میں سے دو یا تین آدمی کہنے لگے: ہم ان سے بات کر لیتے ہیں۔

ابنِ عباس: تمھیں نبی کریم ﷺ کے داماد پر اور مہاجرین و انصار پر جو اعتراضات ہیں لاؤ پیش کرو۔ ان لوگوں پر قرآن نازل ہوا، تم میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ان سے بڑھ کر قرآن کا عالم ہو۔

خوارج: ہمیں ان پر تین اعتراضات ہیں۔

ابنِ عباس: بیان کرو۔

خوارج: پہلا اعتراض یہ ہے کہ انھوں نے اللہ کے حکم کے مقابلے میں انسانوں کو منصف بنایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کتاب اللہ میں موجود ہے کہ

[1] الزخرف 43:58.

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ [1] ''حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں۔'' اب اللہ کے اس فرمان کے بعد انسانوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کو حَکَم بنائیں۔

ابنِ عباس: یہ تو ایک بات ہوئی، دوسری کیا ہے؟

خوارج: انھوں نے ایک گروہ سے لڑائی کی، ان کے لوگوں کو قتل بھی کیا لیکن نہ تو کسی کو قید کیا نہ مالِ غنیمت جمع کیا۔ اگر وہ لوگ مومن تھے تو پھر انھوں نے ہمارے لیے ان سے لڑائی کرنا کیسے جائز قرار دیا اور ان میں سے کسی کو قیدی بھی نہ بنانے دیا؟

ابن عباس: تیسری چیز بیان کرو۔

خوارج: انھوں نے صلح کا معاہدہ لکھتے وقت اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ مٹا دیا، اگر وہ امیر المومنین نہیں ہیں تو پھر کیا وہ امیر الکافرین ہیں؟

ابنِ عباس: کوئی اور بات؟

خوارج: بس اتنی باتیں کافی ہیں۔

ابن عباس: جہاں تک تمھارا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے اللہ کی شریعت کے معاملے میں انسانوں کو حَکَم بنایا تو میں اللہ کی کتاب سے کچھ آیات تلاوت کرتا ہوں جو تمھاری بات کی تردید کریں گی۔ اگر ایسا ہوا تو کیا تم اپنے موقف سے دست بردار ہو جاؤ گے؟

خوارج: جی ہاں بالکل۔

ابن عباس: اللہ تعالیٰ نے ایک خرگوش کے معاملے میں جس کی قیمت ایک

[1] الأنعام 57:6.

چوتھائی درہم سے زیادہ نہیں ہوتی، اپنے حکم سے فیصلہ تحویل کرکے انسانوں کے سپرد کر دیا ہے۔ میں نے یہ آیت کریمہ پڑھی:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ ﴾

"اے ایمان والو! (وحشی) شکار کو حالت احرام میں قتل نہ کرو۔ جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر اس کو قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ اس جانور کے مساوی ہوگا جس کو اس نے قتل کیا ہے۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل شخص کر دیں۔" [1]

مرد اور عورت کے معاملے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ﴾

"اگر تمھیں مرد وعورت کے معاملے میں اَن بَن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک منصف عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو۔" [2]

میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آدمیوں کی تحکیم ایک خرگوش کے قتل اور عورت کے معاملہ میں افضل ہے یا مسلمانوں کے باہمی معاملات کی درستی اور خونریزی روکنے کے لیے افضل ہے؟

خوارج: بلکہ یہی افضل ہے۔

---

[1] المآئدۃ 5:95. [2] النسآء 4:35.

ابن عباس: یہ بات ختم ہوگئی؟

خوارج: جی ہاں۔

ابن عباس: جہاں تک تمھارا یہ کہنا ہے کہ انھوں نے لڑائی کی اور مخالفین کو قید نہیں کیا اور نہ ہی مال غنیمت پر قبضہ کیا تو مجھے یہ بتاؤ کیا تم اپنی ماں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنانے کے لیے تیار ہوجاتے؟ اللہ کی قسم! اگر تم نے یہ کہا کہ وہ ہماری ماں نہیں تو تم اسلام ہی سے نکل جاؤ گے۔ اور اگر تم نے یہ کہا کہ ہاں ہم انھیں گرفتار کرنے اور ان کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کرنے کے روادار ہیں تو تب بھی تم اسلام سے خارج ہو جاؤ گے۔ تم دونوں صورتوں میں گمراہی کا شکار ہو جاؤ گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنین پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔" [1]

ابن عباس: کیا یہ بات تم نے تسلیم کر لی؟

خوارج: جی ہاں۔

ابن عباس: جہاں تک تمھاری اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ مٹا دیا تو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکین کے نمائندوں ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو کے ساتھ صلح نامہ تحریر کروایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ

[1] الأحزاب 6:33.

صلح کی شرائط تحریر کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا: ''اس تحریر کی رو سے محمد رسول اللہ نے قریشِ مکہ سے صلح کی ہے۔'' مشرکین نے اس پر کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ سے کبھی لڑائی ہی نہ کرتے۔ اس پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ اے علی! اسے مٹا دیں اور لکھیں کہ یہ وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد بن عبد اللہ نے صلح کی ہے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے کہیں زیادہ افضل و برتر ہیں اور اگر انھوں نے صلح کی خاطر اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا تو حضرت علی کے لیے ایسا کرنا کیونکر ناجائز ہوسکتا ہے؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے دلائل سے لاجواب ہو کر دو ہزار خارجی تائب ہو گئے اور باقی سب لڑائی کے لیے نکلے مگر سب کے سب قتل کر دیے گئے۔ [1]

اس بحث و مناظرے کے نتیجے میں بعض خوارج نے خلیفۂ مسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کو دوبارہ قبول کر لیا، جبکہ باقی اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ حضرت علی نے کوفہ کی مسجد میں ان سے خطاب کیا تو وہ مسجد کے کونوں سے بولے: «لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ» انھوں نے یہ بھی کہا: آپ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں، اس لیے کہ آپ نے لوگوں کو حَکَمْ بنایا مگر کتاب اللہ کو حَکَمْ نہ بنایا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں فرمایا: ہم تم سے تین باتوں کا وعدہ کرتے ہیں:

[1] المصنف لعبد الرزاق: 157/10، والمستدرك للحاكم: 150/2 اور اسے امام حاکم نے بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔

① ہم تمھیں مساجد میں آنے سے نہیں روکیں گے۔

② ہم مال فے میں سے تمھارا حصہ نہیں روکیں گے۔

③ ہم تم سے لڑائی کرنے میں پہل نہیں کریں گے، بشرطیکہ تم خود ہی شروفساد شروع نہ کردو۔

اس کے بعد انھوں نے ایک جگہ ڈیرا جما لیا اور جو بھی مسلمان ان کے قریب سے گزرتا اسے پکڑ کر قتل کر دیتے۔ان کی دست درازی اس حد تک بڑھی کہ انھوں نے جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کر دیا اور ان کی اہلیہ محترمہ کا پیٹ پھاڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ وہ بتلائیں کہ انھیں کس نے قتل کیا ہے؟ جواب میں خارجیوں نے کہا: ہم سب نے اسے قتل کیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاری کی اور نہروان کے مقام پر ایک بھرپور لڑائی میں ان کو بدترین شکست سے دوچار کیا۔

11 ۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ظہور

علاماتِ قیامت میں سے ایسے دجال و کذاب لوگوں کا ظہور بھی ہے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اپنی خرافات اور باطل باتوں کے ذریعے فتنہ پیدا کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے امت کو خبر دی ہے کہ ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کی تعداد تیس کے قریب ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُونَ کَذَّابُونَ قَرِیبًا مِنْ ثَلَاثِینَ کُلُّهُمْ

فتنۂ ارتداد اور منکرین زکاۃ کے خلاف جنگیں

- خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ■ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ■ عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ ■ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ■ عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ
- عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ■ شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ■ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ ■ سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ

يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ)

”قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہو جائیں۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“ [1]

یہ علامت بھی ظاہر ہو چکی ہے۔ زمانۂ قدیم وجدید میں بہت سے مدعیان نبوت سامنے آ چکے ہیں۔ کچھ بعید نہیں کہ کانے بڑے دجال (اللہ ہمیں اس کے فتنہ سے محفوظ رکھے) کی آمد سے پہلے پہلے نبوت کے کچھ اور دعویدار بھی سامنے آ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اللہ کی قسم! قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس جھوٹے دجال ظاہر نہ ہو جائیں، اس سلسلے کی آخری کڑی کانا مسیح دجال ہوگا۔“ [2]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی، جب تک میری امت کے کچھ قبائل دوبارہ مشرکین سے نہ مل جائیں اور وہ بتوں کی پوجا نہ کرلیں۔ میری امت میں تیس جھوٹے ظاہر ہوں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ [3]

---

[1] صحيح البخاري، المناقب، حديث: 3609. [2] مسند أحمد : 16/5. [3] سنن أبي داود، الفتن والملاحم، حديث: 4252، و جامع الترمذي، الفتن، حديث: 2219، وهو حديث صحيح.

اسی طرح ایک اور حدیث میں نبیِ کریم ﷺ نے ستائیس مدعیانِ نبوت کے ظہور کی خبر دی ہے، ان میں سے چار خواتین ہوں گی، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا:

''میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں بھی ہوں گی، میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' [1]

ان لوگوں کی بڑی تعداد ماضی میں ظاہر ہو چکی ہے:

① رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں یمن میں اسود عنسی نے اسلام سے مرتد ہو کر اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کا ارتداد عہدِ رسالت میں واقع ہونے والا سب سے پہلا ارتداد تھا۔ اس کے جنگجو ساتھیوں نے تین یا چار ماہ میں پیش قدمی کر کے یمن کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے یمن کے مخلص مسلمانوں کی طرف پیغام ارسال کیا کہ وہ اس جھوٹے دجال کو قتل کر دیں۔ انھوں نے نبیِ کریم ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس کی بیوی کی مدد سے اسے قتل کر دیا۔ اس کی بیوی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتی تھی۔ اسود نے اس خاتون کے شوہر کو قتل کر کے زبردستی اس سے شادی کر لی تھی۔ اس کے قتل کے ساتھ ہی یمن میں اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ یمن

[1] مسند أحمد: 396/5، والطبراني في المعجم الكبير: 170/3.

کے مسلمانوں نے یہ ساری روداد نبی کریم ﷺ کی طرف لکھ بھیجی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو (رات ہی) وحی کے ذریعے خبر دے دی تھی اور آپ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ساری صورت حال سے آگاہ فرما دیا تھا۔ اس جھوٹے شخص کا زمانۂ نبوت صرف تین یا چار ماہ پر محیط تھا۔

② جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے ایک طلیحہ بن خویلد اسدی بھی تھا۔ مسلمانوں کی اس سے کئی لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر وہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور لشکر اسلامی میں شامل ہو گیا۔ اس نے اللہ کی راہ میں کفر کے ساتھ متعدد معرکوں میں بڑی جوانمردی سے حصہ لیا اور آخر کار نہاوند کی جنگ میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوا۔

③ انھی میں سے ایک مدعی نبوت مسیلمہ کذاب بھی تھا، اس کا دعوی تھا کہ اس کے پاس صرف رات کے اندھیرے میں وحی آتی ہے۔ خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر حضرت خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم کی سربراہی میں روانہ کیا۔ مسیلمہ نے اسلامی لشکر کا مقابلہ چالیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ کیا۔ دونوں فوجوں کے درمیان متعدد خونریز معرکے ہوئے اور بالآخر شکست مسیلمہ اور اس کے لشکر کا مقدر بنی۔ مسیلمہ وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا، حق کو فتح نصیب ہوئی اور توحید کا علم بلند ہوا۔

④ مدعیان نبوت میں ایک عورت سجاح بنت حارث تغلبیہ بھی تھی۔ اس کا تعلق عرب کے عیسائیوں سے تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کا

دعوی کیا۔ اس کے اپنے قبیلے کے اور دیگر قبائل کے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی ہمنوا بن گئی۔ سجاح اپنے لشکر کے ساتھ اردگرد کے قبائل سے لڑائیاں کرتی ہوئی مسلسل پیش قدمی کرتی رہی حتی کہ یمامہ پہنچ گئی۔ وہاں اس نے مسیلمہ کی نبوت کو تسلیم کرلیا اور اس سے شادی بھی کرلی۔ جب مسیلمہ واصل جہنم ہوگیا تو وہ واپس اپنی قوم بنو تغلب میں چلی آئی، پھر وہ مسلمان ہوگئی اور اسلام پر خوب جمی رہی، پھر وہ بصرہ منتقل ہوگئی اور وہیں وفات پائی۔

⑤ عہد تابعین اور اس کے بعد کے زمانے میں نبوت کے جو جھوٹے دعویدار منظر عام پر آئے، ان میں ایک نام مختار بن عبید ثقفی کا ہے۔ اس نے اعلان نبوت سے پہلے شیعہ مذہب کا لبادہ اوڑھا اور جب شیعہ کی ایک بڑی تعداد اس کی پیروکار بن گئی تو اس نے کہا: مجھ پر تو جبریل وحی لے کر نازل ہوتا ہے۔ اس کے اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکروں کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں جن میں مختار مارا گیا۔

⑥ انھی میں سے ایک دجال حارث بن سعید کذاب بھی ہے۔ یہ دمشق میں ایک عابد وزاہد شخص کی حیثیت سے معروف ہوا۔ پھر اس نے دعویٰ کردیا کہ وہ نبی ہے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس کی خبر خلیفہ عبدالملک بن مروان تک پہنچ گئی ہے تو وہ روپوش ہوگیا۔ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے اس کا کھوج لگا لیا اور اس تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ وہ حارث سے ملا اور اس پر ظاہر کیا کہ وہ بھی اس پر ایمان لاچکا ہے۔ حارث نے اپنے نوکروں چاکروں کو ہدایات جاری کردیں کہ

یہ شخص جب بھی میرے پاس آنا چاہے، اسے نہ روکا جائے۔ اس آدمی نے ساری صورت حال سے عبدالملک کو مطلع کر دیا۔ خلیفہ نے اس کی ہمراہی میں فوجی دستے روانہ کر دیے۔ انھوں نے حارث کو گرفتار کر کے خلیفہ کے روبرو پیش کر دیا۔ عبد الملک نے بعض علماء وفقہاء کو ہدایت کی کہ وہ اسے سمجھائیں کہ یہ اس کا شیطانی وہم تھا۔ وہ اپنے ان فاسد خیالات سے تائب ہو جائے مگر اس نے انکار کر دیا اور اپنی بات پر اڑا رہا۔ چنانچہ خلیفہ نے اسے قتل کر دیا۔

⑦ عصر حاضر میں قریباً ایک صدی قبل ہندوستان میں ایک شخص ظاہر ہوا، اس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس نے نبوت کا دعوٰی کیا اور کہا کہ اس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا: اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ تم اسی (80) برس تک اس دنیا میں زندہ رہو گے۔ لوگوں کی ایک خاصی تعداد اس کی پیروکار بن گئی۔ مگر علمائے حق نے اس کا تعاقب کیا۔ اس کے خود ساختہ دلائل کا بھرپور جواب دیا اور واضح کیا کہ وہ نبی نہیں، بلکہ دجال اور کذاب ہے۔ ان حضرات علمائے کرام میں سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید میں سب سے زیادہ
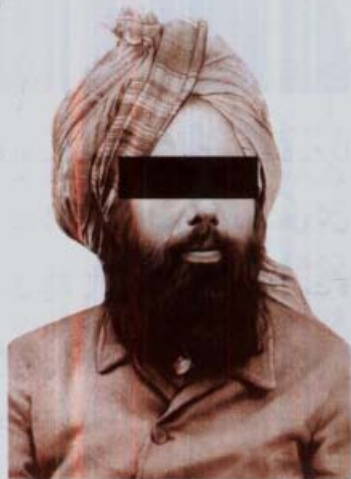
مرزا غلام احمد قادیانی

خدمات جس شخصیت نے سرانجام دیں، وہ جلیل القدر عالم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تھے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے سب سے شدید ناقد اور پیچھا کرنے والے تھے۔

سن 1326ھ بمطابق 1908ء میں غلام احمد قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مباہلے کا چیلنج دیا اور دعویٰ کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ مرزا قادیانی نے دعا کی: یا اللہ! ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو اسے سچے کی زندگی میں موت سے دوچار کر اور اس پر طاعون کی ایسی بیماری مسلط فرما جو اس کی موت کا سبب بن جائے۔ اس دعا کے ایک برس بعد مرزا اپنی بددعا کا شکار ہوگیا۔ مرزا کا سسر بیان کرتا ہے کہ مرزا کا مرض جب بہت بڑھ گیا تو اس نے مجھے نیند سے جگایا، میں اس کی طرف گیا اور دیکھا کہ وہ تکلیف کی شدت سے سخت بے چین تھا۔ اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا: مجھے ہیضہ کی بیماری لگ گئی ہے، یہ اس کی آخری بات تھی اور پھر وہ اس کے بعد کوئی واضح لفظ اپنی زبان سے ادا نہ کرسکا اور مر گیا۔[1]

[1] خود مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ردِ مرزائیت میں اپنا پہلا رسالہ ''الہاماتِ مرزا'' میں نے بڑی محنت سے لکھا جو اتنا مقبول ہوا کہ بڑے بڑے مصنفوں نے اس کی عبارات اپنی تصنیفات میں ◄◄

نقل کیں۔ پنجاب کے پیر صاحب گولڑہ نے ''سیف چشتیائی'' میں اور حیدر آباد دکن کے مولانا انوار اللہ مرحوم نے ''افادۃ الافہام'' میں الہامات مرزا سے فائدہ حاصل کیا۔ میرا یہ طریق کلام مرزا صاحب قادیانی کو ایسا ہوا کہ انھوں نے بحکم تنگ آمد بجنگ آمد مندرجہ ذیل اشتہار دیا:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلي علی رسولہ الکریم.

﴿وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ﴾

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب، السلام علٰی من اتبع الھدٰی، مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری، کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر میں چونکہ دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں، تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا

کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراضِ مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ اپنی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے، اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ﴾ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے، (الراقم عبد اللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و أید، مرقومہ یکم ربیع الاول 1325ھ مطابق 15 اپریل 1907ء)

(مولانا ثناء اللہ کہتے ہیں کہ) یہ تو ہے مرزا صاحب کی دعائے آخری فیصلہ کے اشتہار کا نفسِ مضمون اور اب ہم بتاتے ہیں کہ اس دعا کے قبول ہونے کا کیا قرینہ ہے۔

مرزا صاحب کہتے ہیں: مجھے بار بار خدا نے مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری

قیامت تک اسی طرح جھوٹے دجال مدعیان نبوت کا یکے بعد دیگرے ظہور ہوتا رہے گا حتی کہ ان کی وہ تعداد پوری ہو جائے گی جس کی صادق ومصدوق ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے۔ حتی کہ اس سلسلے کی آخری کڑی مسیح دجال ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا (ہم اس کی آزمائش سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں)۔ پھر سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے، وہ اس کو قتل کر دیں گے اور اس کے فتنے کو بھی نابود کر دیں گے۔ [1]

ایک اشکال

سوال: بعض لوگ اس بات میں اشکال کا شکار ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تو

سنوں۔" (ضمیمہ نمبر: 5 تریاق القلوب)

نیز فرمایا کہ خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوا ہے: "جب کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دعا کو قبول کروں گا مگر شرکاء (برادری) کے بارے میں نہیں، تجھی سے میری روح ہر وقت دعاؤں کی طرف دوڑتی ہے۔ (تریاق القلوب، ضمیمہ نمبر: 5، خزائن: 386/15)

نیز مرزا صاحب کے الفاظ ہیں: ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو الہام ہوا "أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ" صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابتِ دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں (بدر، 25 اپریل 1907ء)

چنانچہ مرزا اپنی ہی دعا کے نتیجے میں ربیع الاول 1326ھ موافق 26 مئی 1908ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی زندگی میں مرضِ ہیضہ سے ہلاک ہو گیا۔ (تحریکِ ختم نبوت، ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین: 105/3-108). (خالد سیف)

[1] مسیح دجال اور مسیح ابن مریم کے بارے میں کلام اگلے صفحات میں علامات کبریٰ میں علامت نمبر: 1 اور 2 پر آئے گا۔

جھوٹے دجال مدعیان نبوت کی تعداد تیس بیان فرمائی ہے، جبکہ امر واقع اور تاریخ اس بات کے شاہد ہیں کہ مدعیان نبوت کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

جواب: اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ نبیِ کریم ﷺ کی مراد صرف وہ ہیں جنھیں حکومت، شہرت اور پیروکار نصیب ہوئے۔ جہاں تک ایسے لوگوں کا تعلق ہے جو ان چیزوں سے محروم رہے تو ان کو پیغمبر ﷺ کے بیان کردہ تیس لوگوں میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

12۔ امن وخوشحالی کی کثرت

مسلمانوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں ایک عرصہ دشمنوں سے قتال، جنگوں اور معرکہ آرائیوں میں گزارا تھا۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے انھیں بتلایا کہ جیسے جیسے ماہ وسال گزریں گے اور قیامت قریب آتی جائے گی، ویسے ہی امن وامان میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور خوشحالی عام ہوتی جائے گی۔ ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَّ أَنْهَارًا، وَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ بَيْنَ الْعِرَاقِ وَ مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا ضَلَالَ الطَّرِيقِ، وَ حَتّٰى يَكْثُرَ الْهَرْجُ، قَالُوا: وَ مَا الْهَرْجُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: اَلْقَتْلُ»

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سرزمین عرب میں دوبارہ باغات اور نہروں کی کثرت نہ ہو جائے، اور یہاں تک کہ ایک سوار عراق سے چل کر مکہ پہنچے گا اور دوران سفر اسے راستہ بھولنے کے سوا کوئی خوف نہ ہوگا[1] اور البتہ ''ہرج'' کی کثرت ہوجائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ فرمایئے کہ ''ہرج'' کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل وخونریزی۔''[2]

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اسے دوران سفر چوروں اور ڈاکوؤں کا کوئی اندیشہ نہ ہوگا۔ اسے اگر کوئی خوف ہوگا تو فقط یہ کہ کہیں وہ صحیح راستے سے بھٹک کر کسی دوسرے راستے پر نہ نکل جائے۔ مگر جہاں تک اس کی جان اور مال کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں وہ بالکل بے فکر ہوگا۔

[2] مسند أحمد: 371/2. وقال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح.

اس بات کی تائید نبیِ کریم ﷺ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے عدی! کیا تم نے حیرہ [1] دیکھا ہے؟'' عدی نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کے بارے میں سن ضرور رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھاری عمر نے وفا کی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت ''حیرہ'' سے اپنی سواری پر بیٹھے گی اور کعبہ پہنچ کر طواف کرے گی۔ اس سفر میں اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔'' [2]

اللہ نے چاہا تو مال کی بہت کثرت ہو جائے گی اور مہدی و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ بھی ہوگا۔ [3]

1 حیرہ عراق کا شہر ہے جو کہ کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

2 صحيح البخاري، المناقب، حديث: 3595.

3 اس کی تفصیل علامات صغری کے تحت علامت نمبر: 131 پر اور علامات کبری کے تحت نمبر: 2 پر آئے گی۔

13 ۔ حجاز سے ایک بڑی آگ کا ظہور

اللہ کے رسول ﷺ نے جن علامات قیامت کی خبر دی ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ارض حجاز میں مدینہ طیبہ کے قریب ایک زبردست آگ ظاہر ہوگی۔ بعض علماء ومؤرخین نے وثوق سے لکھا ہے کہ یہ آگ (654ھ) میں ظاہر ہو چکی ہے۔

علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس واقعے کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ارض حجاز سے وہ عظیم آگ ظاہر ہو چکی ہے جس سے بُصری (ملک شام کے شہر حوران) کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو گئی تھیں، جیسا کہ اس کا حدیث میں ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں یہ فرمایا تھا:
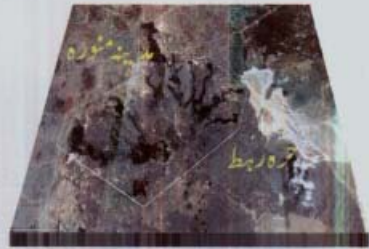
654 ہجری میں حرہ رہط میں پھوٹنے والے لاوے کے آثار

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ارض حجاز سے ایک ایسی آگ ظاہر نہ ہو جائے جس سے بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ [1]

کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تین ماہ تک موجود رہی۔ اور یہ آگ اس قدر شدید تھی کہ مدینہ کی خواتین اس کی روشنی میں سوت کاتا کرتی تھیں۔" [2]

علامہ ابو شامہ اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جمادی الآخرہ 654ھ کی تین تاریخ اور بدھ کی رات تھی، جب مدینہ

حرہ رہط

[1] صحيح البخاري، الفتن، حديث: 7118. [2] البداية والنهاية: 13/199.

منورہ میں ایک ہولناک گونج سنائی دی، اس کے بعد زلزلہ آیا، اس نے زمین، دیواروں، چھتوں، لکڑیوں اور دروازوں تک کو لرزا دیا۔ یہ سلسلہ ماہ مذکور میں بدھ کی رات سے شروع ہو کر جمعۃ المبارک کے دن تک جاری رہا۔ پھر اس کے بعد ایک عظیم آگ مدینہ کے مقام

حرہ میں، جو بنو قریظہ کے قریب تھا، ظاہر ہوئی۔ یہ آگ ہمیں مدینہ میں اپنے گھروں میں بیٹھے نظر آ رہی تھی۔ ہمیں یوں محسوس ہوا کہ یہ ہمارے قریب ہی موجود ہے۔ مدینہ کی وادیاں اس آگ سے بھر گئیں۔ آگ ان میں وادی شظا کی جانب یوں چل رہی تھی جس طرح پانی بہتا ہے۔ یہ آگ بلند وبالا عمارات کی طرح بڑی بڑی چنگاریاں پھینک رہی تھی۔" [1]

جبل ملیسا یا ملسا

یہ حرہ میں ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جو آج کل پر سکون ہے۔ اس نے آخری

[1] التذکرۃ، ص: 527.

بار 654ھ بمطابق 1256ء میں جوش مارا۔ اس سے پہلے زلزلے کے بہت سے جھٹکے اور ہولناک دھماکے سنائی دیے۔ تاریخی ریکارڈ کے مطابق آتش فشانی کا یہ سلسلہ قریباً 52 روز تک جاری رہا۔ آتشیں لاوا اپنے مرکز سے شمال کی جانب 23 کلومیٹر کی مسافت تک جا پہنچا اور اس کی حدیں مدینہ کے موجودہ ائر پورٹ کے جنوبی کنارے تک پہنچ گئیں، پگھلا ہوا گرم لاوا ایک ایسے مقام پر آ کر رک گیا جہاں سے مدینہ طیبہ 12 کلومیٹر کی مسافت پر تھا۔ پھر اس کا رخ شمال کی جانب ہو گیا اور اس کی بلندی سطح سمندر سے (916) میٹر تک پہنچ گئی۔

حرہ رہط

14۔ ترکوں سے جنگ

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ علامات قیامت میں وہ جنگیں اور معرکے بھی شامل ہیں جن کے بارے میں نبیِ اکرم ﷺ نے خبر دی ہے اور یہ جنگیں مسلمانوں میں آپس میں بھی ہوں گی اور دوسری اقوام کے ساتھ بھی! انھی میں سے مسلمانوں اور ترکوں کے درمیان برپا ہونے والا ایک معرکہ بھی ہے۔[1]

[1] ترکوں کے بائیس قبیلے تھے۔ ذوالقرنین نے اکیس قبائل کے لیے تو دیوار بنا دی تھی مگر ایک قبیلہ بچ گیا تھا وہی ترک کہلائے۔ انھیں ترک اس لیے کہا گیا کہ انھیں دیوار کے باہر تَرْک کر (چھوڑ) دیا گیا اور دیگر قبائل کے ساتھ انھیں بند نہیں کیا گیا تھا۔ (دیکھیے: مرقاۃ المفاتیح :15/392)

ایک منگول مرد اور عورت کی تصویر
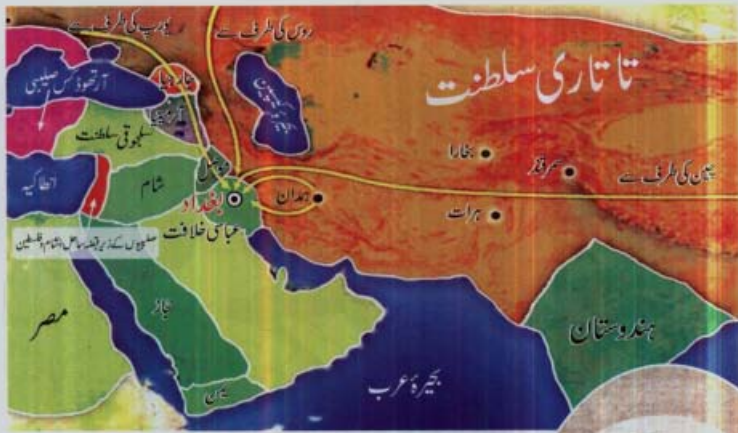
یہ معرکہ عہد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں خلافت بنی امیہ کے اوائل میں واقع ہو چکا ہے، اس میں فرزندان اسلام نے ترکوں کو نہ صرف شکست دی بلکہ ان سے مال غنیمت بھی حاصل کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الْأُنُوفِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم چھوٹی آنکھوں والے، سرخ چہروں والے، چپٹی ناک والے ترکوں سے قتال نہ کرلو۔ ان کے چہرے گویا ایسی ڈھالیں ہوں گی جن پر چمڑا لگایا گیا ہوتا ہے۔ قیامت

قائم نہ ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے قتال نہ کرلو جن کے جوتے بالوں والی جلد سے بنے ہوں گے۔'' [1]

حدیث میں بیان کیے گئے لوگوں سے مراد وہ تاتاری منگول ہیں جنھوں نے 656ھ بمطابق 1258ء میں متعدد اسلامی ممالک میں تباہی پھیلا دی اور بے شمار لوگوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا۔ مگر بالآخر حکمت الٰہی کا تقاضا یہ ہوا کہ یہ لوگ اسلام قبول کر کے امت اسلامیہ کا حصہ بن گئے۔

[1] صحيح البخاري، الجهاد والسير، حديث: 2928، و صحيح مسلم، الفتن، حديث: 2912.

15۔ کوڑے برسانے والے ظالم حکمرانوں کا ظہور

ہمارے نبی کریم ﷺ نے جن علامات قیامت کی خبر دی ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ظالم وجابر حکمرانوں کے کارندے لوگوں کو ایسے کوڑوں سے ماریں گے جو گائے کی دم سے مشابہ ہوں گے۔ ان کوڑوں کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں چمڑے کے، بجلی کے، ربڑ یا پلاسٹک کے اور درختوں کی شاخوں سے بنے ہوئے کوڑے شامل ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَخْرُجُ رِجَالٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْبَقَرِ يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللّٰهِ وَ يَرُوحُونَ فِي غَضَبِهِ»

''آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے پاس گایوں کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے۔ یہ (ظالم) اللہ کی ناراضی کی حالت میں صبح کریں گے اور اس کے غضب کی حالت میں ہی شام کریں گے۔''[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] مسند أحمد: 250/5.

’’جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنھیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ ان میں سے ایک قسم کے لوگ وہ ہیں جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، ان سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔‘‘ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اگر تمھاری عمر نے وفا کی تو بہت ممکن ہے کہ تم ایک ایسی قوم دیکھو جو اللہ کی ناراضی کے عالم میں صبح کرے گی اور اس کی لعنت کی حالت میں شام کرے گی۔ ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے۔‘‘ [2]

اس حدیث میں لوگوں کو مارنے کا ذکر نہیں لیکن ان پر اللہ کی ناراضی اور لعنت کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگوں پر کثرت سے ظلم و زیادتی کریں گے۔

[1] صحیح مسلم، اللباس والزینة، حدیث: 2128.

[2] صحیح مسلم، الجنة ونعیمها، حدیث: 2857.

ہیروشیما پر ایٹم بم کے حملے میں ایک لاکھ چالیس ہزار لوگ مارے گئے

16 ـ قتل وخونریزی کی کثرت

رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ علامات قیامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قتل وغارت اور خونریزی کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ ایک وقت آئے گا کہ نہ قتل کرنے والے کو علم ہو گا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ ہی قتل ہونے والے کو علم ہو گا کہ اسے کس پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا

يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ، وَ لَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قُتِلَ» ـ فَقِيلَ: كَيْفَ يَكُونُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «اَلْهَرْجُ، اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ»

''اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دنیا ختم نہ ہوگی جب تک ایسا دن نہ آجائے کہ جب نہ مارنے والے کو علم ہوگا کہ وہ (اس انسان کو) کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ قتل ہونے والے کو معلوم ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے۔ پوچھا گیا: یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل وخوں ریزی کی کثرت کی وجہ سے، اور قاتل اور مقتول دونوں جہنم کا ایندھن بنیں گے۔'' [1]

اس خونریزی کی ابتدا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ایسی لڑائیوں کا آغاز ہوگیا جن کے لیے کوئی معقول جواز نہ تھا۔ ان جنگوں میں ہزاروں قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا۔ مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ جدید تباہ کن اسلحہ کی بھی بھرمار ہو گئی ہے جو آج کل کی ہلاکت خیز جنگوں میں استعمال ہو رہا ہے۔

بعض جنگوں میں ہلاک شدگان کی تعداد

1. پہلی جنگ عظیم میں ڈیڑھ کروڑ انسانوں کو قتل کیا گیا۔
2. دوسری جنگ عظیم میں ساڑھے پانچ کروڑ افراد لقمۂ اجل بنے۔
3. ویت نام کی جنگ میں تیس لاکھ افراد مارے گئے۔
4. روسی خانہ جنگی میں ایک کروڑ آدمی جان سے گئے۔

[1] صحیح مسلم، الفتن، حدیث:2908.

⑤ سپین کی خانہ جنگی ایک کروڑ بیس لاکھ انسانوں کا خون پی گئی۔

⑥ عراق ایران جنگ (خلیج کی پہلی جنگ) میں دس لاکھ انسانی جانیں گئیں۔

⑦ عراق پر استعماری قبضے کے دوران دس لاکھ لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اگر چہ ان میں سے بعض جنگوں پر حدیث کے یہ الفاظ (نہ قتل کرنے والے کو علم ہو گا کہ وہ اس شخص کو کیوں قتل کر رہا ہے) صادق نہیں آتے، تاہم ان کا تذکرہ یہاں قتل وخونریزی کی کثرت کو بیان کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

17۔ دیانت داری کا انسانی قلوب سے خاتمہ

مناسب آدمی کی مناسب جگہ پر تقرری ہی امت کی بقا، ملکوں اور انسانوں کی اصلاح اور تہذیب وتمدن کے ارتقا کی بنیاد ہے۔ جب امانتیں برباد ہونے لگیں تو پیمانے بدل جاتے ہیں اور لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ نااہل لوگ کلیدی مناصب پر قبضہ جما لیتے ہیں جس کی وجہ سے ہر طرف افراتفری اور بدنظمی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ ان امور کے بارے میں ہمیں نبی کریم ﷺ آگاہ فرما چکے ہیں۔

امانت کے ضیاع کا سبب، نیتوں میں فتور

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں نازل ہوئی تھی، پھر قرآن نازل ہوا اور لوگوں نے امانت کی اہمیت قرآن سے اور سنت سے معلوم کی۔‘‘

پھر آپ ﷺ نے ہمیں بتلایا کہ ایک وقت آئے گا جب امانت لوگوں کے دلوں سے نکال لی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’آدمی رات کو سوئے گا تو اچانک اس کے دل سے امانت قبض کر لی جائے گی مگر امانت کا کچھ نہ کچھ اثر ایک

نقطے کی مانند دل میں باقی رہ جائے گا۔ پھر اگلی رات وہ سوئے گا تو باقی امانت بھی قبض کر لی جائے گی حتیٰ کہ اس کا معمولی سا اثر باریک چھلکے کی طرح باقی رہ جائے گا۔ جس طرح آپ دہکتے ہوئے انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دیں تو اس پر چھالا پڑ جاتا ہے۔ امانت کا یہ اثر اس چھالے کے بیرونی چھلکے کی طرح نہایت کمزور ہوگا۔ آپ کو پاؤں کا چھالا ابھرا ہوا نظر آتا ہے، حالانکہ حقیقت کے اعتبار سے وہ کچھ بھی

نہیں ہوتا (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے بات سمجھانے کے لیے ایک کنکری پکڑ کر اپنے پاؤں پر لڑھکا دی) پھر فرمایا: ایک وقت آئے گا لوگ خرید وفروخت کے لیے نکلیں گے، لیکن ڈھونڈنے کے باوجود انھیں کوئی امانت دار آدمی نہیں ملے گا، حتیٰ کہ یہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے۔ یہاں تک کہ کسی شخص کے بارے میں لوگوں کی رائے یہ ہوگی کہ دیکھو وہ شخص کتنا بہادر ہے! کتنا خوش مزاج ہے! کتنا عقل مند ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔''

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''مجھ پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں خرید وفروخت کرتے وقت اس بات کی پروا نہیں کرتا تھا کہ میں جس سے خریداری کر رہا ہوں اس کا دین کیا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوگا تو میرا حق ادا کرے گا اور اگر عیسائی یا یہودی ہوگا تو بھی اپنے وکیل کے ذریعے میرا حق ادا کردے گا۔ مگر آج میں فلاں اور فلاں آدمی کے سوا کسی اور سے خرید وفروخت نہیں کرتا۔'' [1]

جب لوگوں کی اکثریت کے ضمیر خراب ہو جائیں، معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو امانتیں ضائع ہوں گی اور قیامت قریب آجائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا: اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی گفتگو جاری رکھی

---

[1] صحيح البخاري، الرقاق، حديث: 6497، و صحيح مسلم، الايمان، حديث: 143.

اور اعرابی کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بعض لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے اعرابی کی بات تو سنی ہے مگر اس کے سوال کو پسند نہیں کیا، (اس لیے جواب دینے سے گریز فرمارہے ہیں)۔ دوسروں نے کہا: آپ ﷺ نے بات سنی ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل کر لی تو فرمایا: ''وہ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟'' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں یہیں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! جب امانتیں ضائع کی جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔'' اس نے عرض کیا: امانتیں کیسے ضائع ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔'' [1]

قیامت کی یہ نشانی ہماری عملی زندگی میں آج پوری طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ وزارتوں میں، یونیورسٹیوں میں اور معاشرے میں بہت سی اہم ذمہ داریاں اور وہ مناصب جو براہ راست لوگوں کے معاملات سے تعلق رکھتے ہیں، ان پر زیادہ باصلاحیت، مناسب، امانت دار اور لوگوں کے مسائل کو سمجھنے والے لوگوں کے بجائے ان لوگوں کو فائز کر دیا جاتا ہے جن کی ان اداروں کے سربراہوں اور ذمہ داروں سے ذاتی واقفیت ہوتی ہے یا جن کے ساتھ کسی افسر کا مفاد وابستہ ہوتا ہے۔ وہ اس کی سفارش کر کے اس کو منصب دلوا دیتا ہے۔

جی ہاں! ''جب معاملات نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔''

[1] صحيح البخاري، العلم، حديث: 59.

18۔ سابقہ امتوں کے طریقوں کی پیروی

امت مسلمہ جن بڑے بڑے فتنوں سے دوچار ہے، ان میں سب سے بڑا فتنہ اندھی تقلید اور یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار کے اخلاق وعادات کی قابل نفرت مشابہت اختیار کرنا ہے۔

نبیِ کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ میری امت کا ایک گروہ سابقہ گمراہ امتوں یہود ونصاریٰ کی عادات و روایات کی تقلید کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت پہلے لوگوں

کے راستے پر من وعن قدم بقدم نہ چلنے لگے۔" عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا پہلے لوگوں سے آپ کی مراد فارس وروم ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اور کون!" [1]

جن چیزوں سے اللہ کے نبی ﷺ نے ڈرایا تھا، ان میں سے اکثر واقع ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بھی یقیناً واقع ہوں گی، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: «فَمَنْ؟»

"تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی اس طرح پوری پوری پیروی کرو گے جس طرح بالشت بالشت کے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے، حتی کہ اگر وہ سانڈے کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ضرور ان کی پیروی کرو گے۔" ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ کی مراد یہود و نصاری سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اور کون؟" [2]

قاضی عیاض رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بالشت، ہاتھ اور سانڈے کے بل کی تشبیہ ان اقوام کی مکمل اقتدا اور اندھی تقلید کو واضح کرنے

[1] صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب، حديث: 7319. [2] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، حديث: 3456، و صحيح مسلم، العلم، حديث: 2669.

کے لیے دی گئی ہے۔[1]

یہود ونصاریٰ کی وہ تقلید جس کی حدیث پاک میں مذمت کی گئی ہے، اس میں وہ چیزیں شامل نہیں ہیں جو ہمارے دین کے خلاف نہ ہوں، مثلاً: ہمارا ان کے ساتھ معلومات وتجربات کا تبادلہ کرنا، ان کی مفید ایجادات سے استفادہ کرنا اور ان کے انتظامی نظم ونسق سے فائدہ اٹھانا اس مذموم اقتدا میں نہیں آتا۔

قابل مذمت تقلید سے مراد یہ ہے کہ ان کے لباس وعادات اور معاشرتی رسم ورواج، مثلاً: اختلاط مرد وزن اور بے پردگی وغیرہ کی تقلید کی جائے۔ یا ان کے اس اقتصادی نظام کی پیروی کی جائے جو ہمارے دین کی تعلیمات کے خلاف ہو، جیسے سودی لین دین اور دیگر مالی معاملات وغیرہ ہیں۔

[1] فتح الباري، شرح صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، حديث: 7319.

19 ـ لونڈی کا اپنی مالکہ کو جنم دینا

علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ مملوکہ لونڈی ایسے بچے کو جنم دے گی جو اس کا آقا بنے گا۔ یہ اس طرح ہو گا کہ جب کوئی آزاد شخص اپنی لونڈی سے جماع کرے گا تو وہ اس سے حاملہ ہو جائے گی اور ایک بچے کو جنم دے گی جو بڑا ہو کر ایک ایسا آزاد نوجوان بنے گا، جس کا والد زندہ ہو گا مگر اس کی والدہ بدستور لونڈی ہی ہو گی۔ چنانچہ وہ نوجوان اپنی ماں کے مالک کی حیثیت اختیار کر لے گا۔

حدیث جبریل میں ہے کہ جب انھوں نے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں اس کی نشانیوں کے بارے میں بتلاؤں گا۔ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی تو یہ قرب قیامت کی علامت ہو گی۔'' [1]

---

[1] صحيح البخاري، التفسير، حديث:4777.

اس کے معنی یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ بادشاہ لونڈیوں کے بطن سے پیدا ہوں گے، اس طرح بیٹا بادشاہ ہوگا، جبکہ اس کی ماں اس کی رعایا میں شامل ہوگی۔

20 - لباس پہننے کے باوجود ننگی عورتوں کا ظہور

عورتوں کی بے پردگی اور زینت کا بے جا اظہار بھی علامات قیامت میں سے ہے۔ عورتوں کا ایسے تنگ لباس پہن کر گھروں سے نکلنا جس سے ان کے جسمانی نشیب وفراز نمایاں ہوتے ہوں اور ایسے شفاف باریک کپڑے پہن کر نکلنا جن کے باعث بیٹھتے اور چلتے وقت ان کے اعضائے جسمانی واضح ہو کر سامنے آتے ہوں۔ ایسی عورتیں بظاہر تو کپڑوں میں ملبوس ہوتی ہیں، مگر درحقیقت وہ تنگ کپڑوں، اعضائے جسمانی کی نمائش اور جسم کے پرفتن حصوں کو ظاہر کرنے کی وجہ سے ننگی ہی ہوتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ، يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَ إِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَ كَذَا»

”دو ایسے جہنمی گروہ جنھیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا: ایک تو وہ (ظالم) لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، ان سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔[1] دوسری وہ عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی نظر آئیں گی لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود بھی لوگوں کی طرف مائل ہونے والی، ان کے سر (کے بال) بختی اونٹوں کی کوہانوں کی مانند ایک جانب کو ڈھلکے ہوئے ہوں گے۔ یہ جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پاسکیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے سے آرہی ہوگی۔“[2]

«مائلات» کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ یہ خواتین اللہ کی اطاعت سے انحراف کرنے والی اور اس کی اطاعت پر استقامت نہ دکھانے والی ہوں گی۔

«ممیلات» کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ دوسری عورتوں کو فحاشی کی طرف راغب کرنے والی، یعنی یہ فساد میں مبتلا اور فساد پھیلانے والی عورتیں ہوں گی۔

«رؤوسهن كأسنمة البُخت» یعنی وہ اپنے سر کے بالوں کو اس طرح باندھیں گی کہ بال اوپر اٹھ جائیں گے جس طرح اونٹ کی کوہان نمایاں ہوتی ہے۔ ان عورتوں کے بال ایک طرف اس طرح جھکے ہوں گے جس طرح بُختی اونٹوں کی کوہانیں ایک جانب کو ڈھلکی ہوئی ہوتی ہیں۔

---

[1] اس علامت قیامت پر علامت نمبر: 15 میں بات ہو چکی ہے۔

[2] صحيح مسلم، اللباس والزينة، حديث: 2128.

21۔ برہنہ پا، ننگے بدن چرواہوں کا بلند وبالا عمارتیں بنانا

وہ علامات قیامت جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے اور وہ ظاہر بھی ہو چکی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسے لوگ جو برہنہ پا اور ننگے جسموں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے، عالی شان عمارات بنانے اور گھروں کی زینت و آرائش کے کام میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی دوڑ میں شامل ہو چکے ہیں اور اس پر فخر ومباہات کا اظہار کر رہے ہیں۔

یہ اس وقت سے ہے جب مسلمانوں کو مختلف ملکوں میں فتوحات حاصل ہوئیں، مال ودولت کی کثرت ہوگئی اور لوگ دنیا جمع کرنے کی مہم میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لیے مقابلہ کرنے لگے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جبریل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان، احسان اور پھر قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قیامت کی علامات کے بارے میں مطلع کرتے ہوئے فرمایا:

«أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَ أَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ»

''یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور تو دیکھے گا کہ برہنہ پا، ننگے بدن فاقہ زدہ چرواہے (اس قدر دولتمند ہو جائیں گے کہ) بلند و بالا عمارتوں کے بنانے میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔'' [1]

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے:

''جب تو برہنہ پا، بھوکے اور فاقہ کشوں کو لوگوں کا سردار بنتے دیکھے تو سمجھ لینا کہ یہ قیامت کے آثار اور علامات میں سے ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ بھوکے، ننگے اور فاقہ کش بکریوں والے کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرب۔'' [2]

[1] صحيح مسلم، الإيمان، حديث: 8. [2] مسند أحمد: 319/1، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 332/3، حديث: 1345.
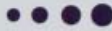
اس میں شک نہیں کہ گھر بنانا، عمارتیں تعمیر کرنا اور انھیں بلندی تک لے جانا کوئی حرام کام نہیں، خصوصاً جب ان میں تجارتی فوائد ہوں اور یہ فخر وغرور اور تکبر کے لیے بھی نہ ہوں۔

عمارات میں تطاول (زیادتی) دو طرح سے ہوسکتی ہے: ایک تو انھیں کئی کئی منزلیں بنا کر بے تحاشا بلند کرنا اور دوسرا انھیں خوب سجانا، مضبوط کرنا، منقش کرنا، وسیع کرنا، ان میں کثرت سے مجالس اور ملحقہ عمارات بنانا۔

یہ سب کچھ موجودہ زمانے میں امر واقع کے طور پر موجود ہے، جبکہ اموال کی کثرت ہوچکی ہے اور لوگوں پر دنیا کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔[1]

مقصودِ کلام یہ ہے کہ صحراؤں کے بدو جو بکریاں چرانے والے تھے، صحرا کو چھوڑ دیں گے اور اونچی عمارتیں بنانے میں مبالغہ اور مقابلہ بازی کریں گے۔ گھروں، دکانوں اور پلازوں کی یہ سب تعمیر فخر وغرور اور تکبر کے لیے ہوگی۔ ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کی بلڈنگ دوسری تمام عمارات سے زیادہ بلند ہو۔آج کے زمانے میں عربوں میں بھی اور غیر عربوں میں بھی عمارتوں کی تعمیر میں مبالغے کا رواج عام ہے اور نہ صرف افراد بلکہ حکومتیں بھی اس دوڑ میں شامل ہوگئی ہیں۔ اور وہ بھی بلند و بالا پلازوں کے بنانے اور ان پر فخر وغرور کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کررہی ہیں۔

[1] دیکھیے إتحاف الجماعة بما جاء في الفتن والملاحم وأشراط الساعة للشيخ التويجري: 162/2.

22- خاص خاص لوگوں کو سلام کہنا

اللہ تعالیٰ نے ہر خاص و عام کو سلام کہنے کا حکم اس لیے دیا ہے تاکہ یہ لوگوں کے درمیان محبت اور رابطے کی علامت بن جائے، حکم دیا گیا کہ چھوٹا بڑے کو اور غنی فقیر کو سلام کرے، نیز رسول اللہ ﷺ نے ہر عرب و عجم اور سیاہ و سفید کو حکم دیا کہ وہ ہر شخص کو سلام کہے چاہے اس سے واقفیت ہو یا نہ ہو۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا، وَ لَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰی شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ»

''تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان دار نہ ہو جاؤ اور تم ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگ جاؤ۔ کیا میں تمھیں ایک ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔'' [1]

[1] صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 54.

علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ صرف خاص خاص لوگوں کو ہی سلام کیا جائے گا۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص صرف اسی کو سلام کہے گا جس سے اس کی جان پہچان ہوگی اور جس سے واقفیت نہ ہوگی اسے سلام نہیں کرے گا۔ جبکہ سنت یہ ہے کہ سلام ہر مسلمان کو کیا جانا چاہیے، آپ اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

ابو الجعد کہتے ہیں! عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: ابن مسعود: تم پر سلام ہو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں نے اللہ کے نبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد میں داخل ہوگا، مگر اس میں دو رکعات ادا نہیں کرے گا اور یہ بھی کہ ایک شخص سلام صرف اسی کو کہے گا جس سے اس کی واقفیت ہوگی۔'' [1]

صحیحین میں روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ»

''کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔'' [2]

1 صحيح ابن خزيمة :283/2، وسلسلة الأحاديث الصحيحة:248/2، حديث:648.

2 صحيح البخاري، الاستئذان، حديث:6236، و صحيح مسلم، الإيمان، حديث:39.

23 - 24 - 25

تجارت کا پھیلنا، خاوند کی تجارت میں عورت کی شراکت اور بعض تجار کا مارکیٹ پر قبضہ

تجارت کے کام میں آسانیاں پیدا ہونے کے باعث اکثر لوگ اس پیشے کو اختیار کرلیں گے، حتیٰ کہ بیوی اپنے شوہر کی تجارت کے انتظام میں شریک ہو جائے گی۔

ان دونوں علامتوں کا ذکر حدیث میں ایک ساتھ آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے قریب خاص خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا، تجارت بہت پھیل جائے گی حتیٰ کہ عورت اپنے خاوند کی تجارت میں مددگار بنے گی۔ قطع رحمی کی جائے گی، جھوٹی گواہی دی جائے گی، سچی گواہی کو چھپایا جائے گا اور قلمی تحریروں کا دور

دورہ ہوگا۔[1]

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مال کی بہت کثرت ہو جائے گی۔ تجارت عام ہو جائے گی۔ جہالت کا دور دورہ ہوگا۔ایک آدمی مال فروخت کرے گا مگر کہے گا: ٹھہرو! میں فلاں قبیلے کے تاجر سے مشورہ کر لوں اور پھر ایک بڑی آبادی میں لکھنے والے کاتب کو تلاش کیا جائے گا مگر وہ نہیں مل سکے گا۔''[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ'' آدمی مال بیچے گا مگر کہے گا: ٹھہرو! مجھے بنوفلاں کے تاجر سے مشورہ کر لینے دو اور ایک عظیم آبادی میں ایک بھی کاتب نہ ہوگا'' اس کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ بڑے بڑے تاجر جو غالباً رأس المال کے مالک ہوں گے، یا پھر ایجنٹ ہوں گے جن پر سامان کی درآمد و برآمد کے لیے انحصار کیا جائے گا، شاید انھی لوگوں کا بازار پر کنٹرول ہوگا اور یہی لوگ اپنی مرضی کے نرخ مقرر کریں گے۔ چھوٹے تاجر، ان بڑوں کی مرضی اور اجازت کے بغیر خرید وفروخت نہیں کر سکیں گے۔
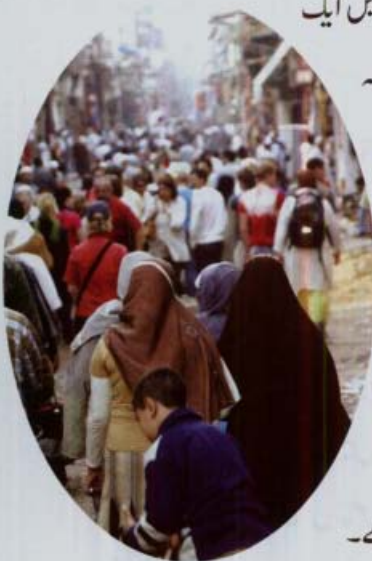
[1] مسند أحمد: 407/1. شیخ شعیب الارنؤوط نے اسے حسن کہا ہے۔ [2] سنن النسائي، البیوع، حدیث: 4461، وسلسلة الأحادیث الصحیحة: 631/6، حدیث: 2767.

یا پھر مطلب یہ ہے کہ سودا کرتے وقت بیع کے انعقاد کو کسی دوسرے تاجر کی رضا مندی سے مشروط کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ ''ایک بڑی آبادی میں ایک بھی کاتب نہ ہوگا'' حالانکہ آپ ﷺ نے دوسری احادیث میں یہ خبر بھی دی ہے کہ قرب قیامت میں کتابت عام ہو جائے گی ، کا مفہوم یہ ہے کہ جدید آلات کتابت عام ہو جائیں گے، مثلاً: کمپیوٹر، موبائل ٹیلیفون، ایسے آلات جو آواز سن کر اس کو تحریر میں بدل دیں گے اور اسی طرح کے دیگر الیکٹرانک آلات کی کثرت ہو جائے گی۔ اس کے نتیجے میں ایک ایسی نسل پروان چڑھے گی جو ہاتھ سے لکھنا جانتی ہی نہ ہوگی یا پھر لکھنا تو جانتی ہوگی مگر ان کی لکھائی اچھی نہ ہوگی۔

یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں کاتب سے مراد ایسا شخص ہے جو تجارت کا معاہدہ قلم بند کر سکے اور جسے خرید و فروخت کے قوانین و احکام کا ٹھیک سے علم ہو اور وہ لوگوں کے درمیان ان کے تجارتی معاملات کو بغیر کسی معاوضے کے ضبط تحریر میں لائے۔ [1]

[1] یہ آخری معنی علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیے میں ذکر کیے ہیں۔

26۔ جھوٹی گواہی

جھوٹی گواہی یہ ہے کہ انسان دوسروں کے بارے میں اپنی شہادت میں غلط بیانی سے کام لے، مثلاً: وہ یہ گواہی دے کہ فلاں شخص کا فلاں شخص پر حق ہے اور یہ گواہی وہ جان بوجھ کر جھوٹ بکتے اور بہتان باندھتے ہوئے دے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ»، ثَلَاثًا قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: «اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ». وَ جَلَسَ وَ كَانَ مُتَّكِئًا «أَلَا وَ قَوْلُ الزُّورِ»

”میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ یہ بات آپ نے تین بار دہرائی، صحابہ نے عرض کی: ضرور اے اللہ کے رسول! فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے مگر (اگلی بات کی اہمیت کے پیش نظر) سیدھے ہو کر

بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' [1]

لوگوں میں جھوٹی گواہی کا عام ہو جانا اور لوگوں کا اس بارے میں سستی کرنا قیامت کی علامات میں سے ہے، جیسا کہ حدیث سابق میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت سے پہلے جھوٹی گواہی عام ہو جائے گی۔''

جھوٹی گواہی صرف قاضی اور حاکم کے روبرو ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ زندگی کے تمام معاملات کو محیط ہے، جیسا کہ لوگوں کا آپس کے روزمرہ کے معاملات میں غلط شہادت دینا، بعض کمپنیوں اور اداروں کے ملازمین کا اپنی ذمہ داری کے حوالے سے مدارس اور جامعات میں طالب علموں کی گواہی اور بچوں کی اپنے والدین کے سامنے گواہی بھی اسی میں شامل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم یا غلط بیانی کے ذریعے دوسروں کا حق مارنے سے بہت ڈرایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلم بھائی کا مال ہڑپ کر لے گا، وہ کل اللہ کی عدالت میں اس حال میں پیش ہو گا کہ اللہ اس پر سخت ناراض ہو گا۔'' [2]

پھر آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ

---

[1] صحيح البخاري، الشهادات، حديث:2654، و صحيح مسلم، الإيمان، حديث:87.

[2] صحيح البخاري، التوحيد، حديث:7445.

﴿الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

”بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑے سے دنیاوی فائدے کی خاطر فروخت کر دیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ روز قیامت نہ تو ان سے کلام کرے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انھیں پاک ہی کرے گا۔ ان کے لیے نہایت تکلیف دہ عذاب ہے۔“ [1]

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”جس کسی نے جھوٹی قسم کھا کر اپنے مسلم بھائی کا حق مارا، اللہ نے اس پر جہنم واجب اور جنت حرام کر دی۔ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر وہ کوئی معمولی چیز ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواہ وہ پیلو کی ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو“ [2]

[1] آل عمرٰن 3:77. [2] صحیح مسلم، الإیمان، حدیث: 137.

27 - سچی گواہی کو چھپانا

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر وہ ظالم ہو تو اس کو ظلم سے باز رکھے اور مظلوم ہو تو اس کا حق جہاں تک ممکن ہو اسے واپس دلانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے سچی گواہی چھپانے کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾

''اور (سچی) گواہی کو نہ چھپاؤ، جو اسے چھپائے گا وہ گنہگار دل والا ہوگا۔'' [1]

سچی شہادت

آخری زمانے میں لوگ ایک دوسرے کا حق ماریں گے اور جو حقیقت حال کا علم رکھتے ہوں گے وہ خاموش رہیں گے اور طاقت کے باوجود سچی گواہی دینے سے گریز کریں گے۔ وہ اپنے ذاتی مفادات کو گواہی دینے پر مقدم رکھیں گے اور یہ صورت حال علامات قیامت میں سے ہے، جیسا کہ حدیث سابق میں نبی ﷺ نے قیامت سے پہلے کی علامات میں سچی گواہی کے چھپانے کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

[1] البقرۃ 2:283.

28 ۔ جہالت کا چار سو پھیل جانا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو علم حاصل کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طٰہ 20:114) ”اور یہ دعا کرو: میرے پروردگار! میرا علم بڑھا“ چنانچہ آپ ﷺ علم سیکھتے بھی رہے اور لوگوں کو سکھاتے بھی رہے۔ نبی کریم ﷺ نے جہالت کی مذمت کی اور فرمایا:

«إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ، جَوَّاظٍ، سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، جِيفَةٍ بِاللَّيْلِ حِمَارٍ بِالنَّهَارِ، عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْيَا، جَاهِلٍ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ»

”اللہ تعالیٰ ہر اکھڑ مزاج، سخت طبیعت، بہت پیٹو، بازاروں اور گلیوں میں شور شرابہ کرنے والے، رات کو مردار کی طرح محو خواب رہنے والے، دن میں گدھے کی طرح دنیا کے کاموں میں جتے رہنے والے، امور دنیا سے واقفیت رکھنے والے مگر امور آخرت سے جاہل شخص کو ناپسند فرماتا ہے۔“ [1]

اور آپ ﷺ نے اس بات کی بھی خبر دی کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ جہالت عام ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت سے پہلے کچھ ایسے ایام آئیں گے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور

[1] صحيح ابن حبان: 273/1، وحسنه الحويني في الفتاوى الحديثية، وفي إسناده عبد الله بن سعيد ، وثقه بعض الحفاظ وحديثه مستقيم.

IGNORANCE
?
جہالت
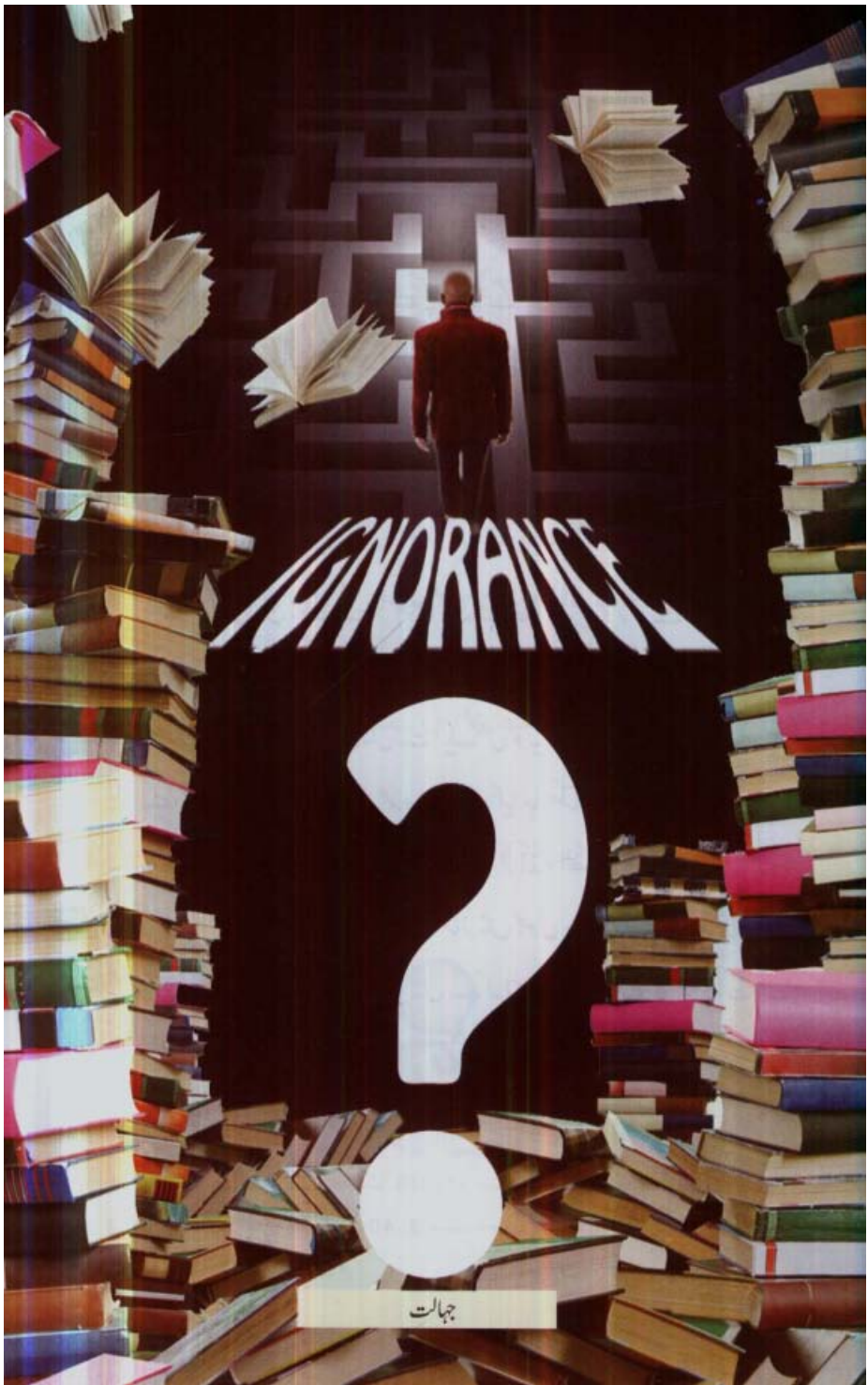
جہالت چار سو پھیل جائے گی۔"[1]

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسلام ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش ونگار مٹ جاتے ہیں حتی کہ کوئی نہیں جانے گا کہ نماز، روزہ، عبادت اور صدقہ کیا چیز ہوتی ہے۔"[2]

آپ نے علامات قیامت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ جہالت عام ہو جائے گی۔[3]

اگر کوئی شخص آج بہت سے مسلم ممالک کے حالات پر غور کرے تو اس کے علم میں یہ بات آئے گی کہ ان میں سے اکثر لوگ امور معاش اور اپنے فوائد کے بارے میں تو جانتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص کو یہ علم تو ہے کہ کمپیوٹر سے کام کیسے لینا ہے، موبائل کا استعمال کیسے عمدہ سے عمدہ کیا جا سکتا ہے، گاڑی کون سی اچھی ہے۔ لیکن اگر آپ اس سے سوال کریں کہ ﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ کے کیا معنی ہیں، ﴿غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ کا کیا مفہوم ہے؟ نماز میں بھول جائیں تو سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرنا ہے یا بعد میں؟ تو آپ دیکھیں گے کہ اس کا دل و دماغ ان معلومات سے یکسر خالی ہے۔

جی ہاں! جہالت ہر جگہ ڈیرے جما لے گی۔

---

[1] صحيح البخاري، الفتن حديث: 7063، و صحيح مسلم، العلم، حديث: 2672.

[2] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4049. [3] مسند أحمد: 439/1 و حسنه شعيب الأرنؤوط.

نوبت بایں جا رسید کہ ایک دن انھی دنیاداروں میں سے ایک نے مجھ سے سوال کیا: بھائی جان! ذرا یہ بتائیے گا کہ کیا نفلی نماز سے پہلے بھی وضو کرنا ضروری ہے یا یہ صرف فرض نماز کے لیے ہوتا ہے؟ مجھے اس کے سوال پر تعجب ہوا۔ اور پھر یہ تعجب اپنے عروج پر پہنچ گیا جب مجھے پتہ چلا کہ موصوف ایک یونیورسٹی میں تیسرے سال کے طالب علم ہیں۔

اس پر مستزاد یہ کہ لوگوں کی اکثریت طلاق و نکاح، خرید وفروخت اور عبادات کے احکام ومسائل سے لاعلم ہے، حالانکہ انھیں اس علم کی شدید ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ صورت حال وسائلِ لہو ولعب کی کثرت، لوگوں کی معاشی اور اقتصادی معاملات میں مشغولیت، علمی محفلوں اور علماء کی مجالس سے غیر حاضری اور دینی کتب کے عدم مطالعہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

واللہ المستعان۔

29 - 30 - 31

لالچ اور کنجوسی کی کثرت، قطع رحمی اور پڑوسی سے برا سلوک

علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ ایسی نفسیاتی بیماریاں عام ہو جائیں گی جو اسلامی معاشرے کو پارہ پارہ کر دیں گی۔ انھی میں سے ایک حد سے بڑھا ہوا لالچ

بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حرص اور لالچ میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔“ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی معاملہ سخت سے سخت ہوتا چلا جائے گا اور لوگوں کے بخل اور حرص میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔“ [2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

«يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ»

”زمانہ قریب تر ہو جائے گا، عمل کم ہو جائے گا، بخل وحرص کا دور دورہ ہو گا

[1] المعجم الأوسط للطبراني: 218/1. [2] سنن ابن ماجه، الفتن، حديث: 4039، وسنده ضعيف، وفيه محمد الجندي، وخبره منكر، أنكره النسائي وغيره.

اور قتل وغارت گری میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔“ [1]

حدیث میں ”شُحّ“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ شخص میں بخل اور لالچ کا ایک ساتھ جمع ہو جانا۔ ہر وہ چیز جو انسان کو بھلائی کے کاموں میں مال خرچ کرنے اور نیکی یا اطاعت الٰہی کا کام کرنے سے منع کرے وہ ”شح“ میں داخل ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ، وَ التَّفَاحُشُ، وَ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ، وَ سُوءُ الْمُجَاوَرَةِ»

”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک فحش (بدکلامی)، بے حیائی، قطع رحمی اور پڑوسی سے برا سلوک ظاہر نہ ہو جائے۔“ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ فحش (بدکلامی) اور بخل ظاہر نہ ہو، امانت دار کو خائن نہ سمجھا جائے، امانتیں خائن کے سپرد نہ کی جائیں، «اَلْوَعُول» دنیا سے چلے نہ جائیں اور «اَلتَّحُوت» چھا نہ جائیں۔ عرض کیا گیا: یہ «اَلْوَعُول» کون لوگ ہیں اور «اَلتَّحُوت» کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «اَلْوَعُول» سے مراد معزز اور اشرافیہ طبقہ، جب کہ «اَلتَّحُوت» سے مراد گھٹیا

[1] صحيح البخاري، الأدب، حديث: 6037، و صحيح مسلم، العلم، حديث: 157.

[2] مسند أحمد: 162/2، والمستدرك للحاكم: 75/1، وصححه.

اور غیر معروف لوگ ہیں۔'' [1]

نبی کریم ﷺ نے جس چیز کی خبر دی تھی وہ واقع ہو چکی ہے۔ ہم بہت سے لوگوں میں جھگڑا اور فساد دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے درمیان قطع رحمی اور پڑوسی سے برا سلوک بھی ہمارے دیکھنے میں آتا ہے۔ لوگوں کے درمیان محبت، صلہ رحمی اور الفت کی جگہ بغض ونفرت اور عداوت پیدا ہو چکی ہے۔ ایسا وقت آ گیا ہے کہ لوگ اپنے پڑوسی تک سے ناواقف ہیں۔ آدمی اپنے رشتہ داروں کے بارے میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کتنے لوگ زندہ ہیں اور کتنے فوت ہو چکے ہیں۔

[1] المستدرك للحاكم: 4/547، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 7/639، حديث: 3211.

32۔ فحاشی کا عام ہو جانا

فحاشی سے مراد عریاں لباس کا استعمال اور ایسے الفاظ بولنا جن میں بے حیائی کا عنصر پایا جائے۔ اسی طرح ایک دوسرے کو گالی دینا اور لعن طعن کرنا بھی فحش میں شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے اور نہ گالی گلوچ اور لعن طعن کرتے تھے۔

فحاشی کا عام ہونا بھی علامات قیامت میں سے ہے۔ امام الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ......»

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ فحاشی عام نہ ہو جائے۔''[1]

[1] المستدرك للحاكم: 4/547، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 7/639، حديث: 3211.

33۔ امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جانا

امانت ودیانت کا اٹھالیا جانا اور مناصب کا نااہل لوگوں کے سپرد کیا جانا بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امانت دار شخص کو خائن سمجھا جائے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص واقعی امانت دار ہوگا اسے تو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اس کی امانت وصداقت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اور جو فی الحقیقت جھوٹا، منافق، خوشامدی، چرب زبان اور خائن ہوگا اسے قابل اعتماد سمجھا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ...... امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا۔'' [1]

[1] المستدرك للحاكم: 4/547، وسلسلة الأحاديث الصحيحة: 7/639، حديث: 3211.

ایک گلوکار کے گرد لوگ جمع ہیں

34۔ اچھے لوگوں کا خاتمہ اور برے لوگوں کا ظہور

یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ معزز، دانا، عقلمند اور علماء ختم ہو جائیں گے اور گھٹیا، یعنی جاہل اور بازاری قسم کے لوگ ان کی جگہ لے لیں گے، کیونکہ ان کے لیے میدان خالی ہو چکا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ وَعُول فوت نہ ہو جائیں اور تَحُوت عام نہ ہوجائیں۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! یہ ''وعول'' اور ''تحوت'' کون ہیں؟ فرمایا: ''وعول'' سے مراد معزز اور اشرافیہ طبقہ ہے اور تحوت سے